هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۹ جمعۃ المبارک ۱۱؍ جنوری ۲۰۰۲ء شمارہ ۲
۲۶؍ شوال ۱۴۲۲ ہجری ☆ ۱۱؍ صلح ۱۳۸۱ ہجری شمسی

سلامتی کا نشان

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"جب جمعہ سلامت گزر جائے تو سمجھو کہ سارا ہفتہ سلامتی سے گزر گیا اور جب رمضان سلامتی سے گزر جائے تو گویا سارا سال سلامت رہا"۔

(الجامع الصغیر)

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(۲۲؍ رمضان المبارک ۲۰۰۱ء (بروز ہفتہ) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۷۷ تا ۱۸۸ کے درس کا خلاصہ)

(قسط نمبر ۷)

لندن۔(۲۲؍ رمضان المبارک۔۸؍ دسمبر ۲۰۰۱ء)۔ آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا ۲۲واں روز اور ہفتہ کا دن تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج قبل دوپہر مسجد فضل لندن میں سورۃ الاعراف کی آیات ۱۷۸ تا ۱۸۸ کا درس ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ قرآنی علوم اور حقائق و معارف پر مشتمل اس درس میں حضور ایدہ اللہ اہم اور مشکل الفاظ کی حل لغت، احادیث نبویہ اور مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تفاسیر کے حوالہ سے بھی مضامین قرآن کو بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں ضروری تشریحات اور محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

آج حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی ۱۷۷ویں آیت کے درس کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ تفسیر کا ذکر فرمایا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"آیات اللہ جن کے باعث کسی کو رفعت شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے ان پر تمہیں اطلاع نہیں۔ وہ الگ رتبہ رکھتی ہیں۔ مگر وہ چیزیں جیسے خودرائی، خودپسندی، خودغرضی، تحقیر، بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے، وہ انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک ایسے انسان کا قصہ قرآن میں ہے جس نے آیات اللہ دیکھے مگر اس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾"۔

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے تعلق میں فرماتے ہیں: "ابتدائی رؤیا یا الہام کے ذریعہ سے خدا بندہ کو بلانا چاہتا ہے مگر وہ اس کے واسطے کوئی حالت قابل تشفی نہیں ہوتی چنانچہ بلعم کو الہامات ہوتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ ﴿لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ﴾ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا رفع نہیں ہوا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور میں وہ کوئی برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ابھی تک نہیں بنا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گر گیا۔ ان الہامات وغیرہ سے انسان کچھ بن نہیں سکتا۔ انسان خدا کا بن نہیں سکتا جب تک کہ ہزاروں موتیں اس پر نہ آویں اور بیضۂ بشریت سے وہ نکل نہ آئے"۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۶ مورخہ ۳۰؍ اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴)۔ اسی طرح فرمایا:

"نجات کامل خدا ہی کی طرف مرفوع ہو کر ہوتی ہے اور جس کا رفع نہ ہو وہ ﴿اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾ ہو جاتا ہے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷؍ فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۷)

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

خدا امن کا بخشنے والا ہے۔ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا

مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں ہوں۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شرّ سے امن میں نہ ہو۔

(آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت "المومن" کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۸؍ دسمبر ۲۰۰۱ء)

(لندن ۲۸؍ دسمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کے خطبہ کا موضوع اللہ تعالیٰ کی صفت "الْمُؤْمِنُ" ہے۔ حضور نے لفظ مومن کے لغوی معنے بتاتے ہوئے فرمایا کہ امن خوف کا برعکس ہے۔ المومن اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کیونکہ اس نے مخلوقات کو اپنے ظلم سے امن بخشا ہے۔ امن کا اصل مطلب ہے عافیت نفس کا حاصل ہونا۔ آنحضرت ﷺ کی حدیث کے حوالہ سے حضور نے بتایا کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو۔ مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں ہوں۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شرّ سے امن میں نہ ہو۔

اسی طرح ایک حدیث نبوی میں ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جس سے بھلائی کی امید رکھی جاتی ہے اور اس کے شر سے محفوظ رہا جاتا ہے۔ اور بُرا وہ ہے جس سے بھلائی کی امید نہیں رکھی جاتی اور اس کے شر سے بھی امن میں نہیں رہا جاتا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا امن کا بخشنے والا ہے۔ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا۔

حضور ایدہ اللہ نے قرآنی آیات کے حوالہ سے حضرت ابراہیمؑ کی مکہ کے لئے دعاؤں کا بھی ذکر فرمایا جس میں آپؑ نے اس جگہ کے ﴿اٰمِنًا﴾ ہونے کی

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:درس القرآن از صفحہ اول

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تو ان آیات کی سچی تفسیریں ہیں اور جو متفرق دوسرے مفسرین کی تفسیریں ہیں ان کو مَیں نے چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ رطب ویابس سے بھری ہوئی ہیں یہاں تک کہا گیا ہے کہ بلعم باعور صاحب الہام و کشف تھا۔ اس کی نگاہ دور تک جس پر پڑتی تھی اسے ہلاک کر دیا کرتا تھا۔ یہ فرضی قصے ہیں۔ مفسرین نے جو نقشہ کھینچا ہوا ہے وہ ایسے ہے جیسے کوئی باپ بچے کو اٹھائے اور وہ ایڑیاں مار مار کر زمین کی طرف جھک جائے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ لوگوں کے وساوس ہیں۔ سچی بات وہی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی ہے۔

آیت ۱۷۸: ﴿سَآءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ﴾ بہت بری مثال ہے اس قوم کی جس نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا اور وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں کسی تفسیری نوٹ کی ضرورت نہیں۔ بالکل واضح بات ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کے نشانات کو جھٹلایا وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔

آیت ۱۷۹: ﴿مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِىْ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾۔ جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہے جو ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جسے وہ گمراہ ٹھہرا دے تو یہی ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار فرمایا ہے کہ "جسے اللہ ہدایت دے" کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہدایت دینے یا گمراہ کرنے میں جبر کرتا ہے۔

آیت ۱۸۰: ﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ....الخ﴾۔ اور یقیناً ہم نے جہنم کے لئے جن و انس میں سے ایک بڑی تعداد کو پیدا کیا۔ ان کے دل ایسے ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں کہ جن سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ایسے ہیں کہ جن سے وہ سنتے نہیں۔ یہ لوگ تو چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ یہ (ان سے بھی) زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ یہی ہیں جو غافل لوگ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے ﴿ذَرَاْنَا﴾ کی حل لغت میں فرمایا کہ اَلذَّرْءُ کے معنی ہیں اللہ نے جس چیز کا ارادہ کیا اسے ظاہر کر دیا......۔ اَلذُّرْءَةُ بڑھاپے اور نمک کی سفیدی......۔ جس کے بال سفید ہو جائیں اسے رَجُلٌ اَذْرَءُ کہا جاتا ہے۔ (مفردات امام راغب)

علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں: ﴿بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس کے کئی اور پہلو ہیں۔ پس کہا گیا ہے کہ چونکہ چوپائے اللہ تعالیٰ کے مطیع ہوتے ہیں اور کافر غیر مطیع ہوتا ہے۔ مقاتل نے کہا ہے کہ وہ چوپایوں سے بھی زیادہ راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ کیونکہ چوپائے اپنے مالک کو پہچانتے ہیں اور اس کو یاد رکھتے ہیں اور وہ کفار نہ اپنے ربّ کو پہچانتے ہیں نہ اسے یاد رکھتے ہیں۔

زجاج کا قول ہے کہ ﴿بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ چونکہ چوپائے اپنے منافع و نقصانات کو مدنظر رکھتے ہیں اور حصول منافع کے لئے کوشش کرتے ہیں اور نقصانات سے بچتے ہیں جبکہ ان کفار اور مخالفین میں سے اکثریت جانتی ہے کہ وہ معاندین ہیں اور اس کے باوجود وہ اس عداوت پر مصر ہیں۔ اور اپنے نفوس کو آگ اور عذاب میں ڈالنے پر کمربستہ ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوپائے ہمیشہ اپنے مالکوں اور جو ان کے مصالح کے ذمہ دار ہیں ان کی طرف دوڑتے ہیں جبکہ کافر اپنے ربّ اور معبود سے پرے بھاگتا ہے جس نے اس کو بیحد وحساب نعمتوں سے نوازا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوپائے اس وقت راستہ بھولتے ہیں جبکہ ان کو چلانے والا ساتھ نہ ہو اور اگر انہیں چلانے والا ان کے ہمراہ ہو تو بہت کم گمراہ ہوتے ہیں۔ اور ان کفار کے پاس انبیاء کرام آئے اور ان پر کتب نازل ہوئیں لیکن وہ گمراہی و ضلالت میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت کا اختتام ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾ پر فرمایا، عطاء کہتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیا کے لئے ثواب تیار کیا ہے ایسے ہی اپنے دشمنوں کے لئے سزا رکھی ہے"۔ (تفسیر کبیر رازی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اب سمجھنا چاہئے کہ جہنم کیا چیز ہے؟ ایک جہنم تو وہ ہے جس کا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے اور دوسرے یہ زندگی بھی اگر خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو تو جہنم ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے انسان کا تکلیف سے بچانے اور آرام دینے کے لئے متولّی نہیں ہوتا۔ یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہر دولت یا حکومت یا مال و عزت اولاد کی کثرت کسی شخص کے لئے کوئی راحت یا اطمینان اور سکینت کا موجب ہو جاتی ہے اور وہ دم نقد بہشت میں ہوتا ہے، ہرگز نہیں۔ وہ اطمینان اور وہ تسلی اور وہ تسکین جو بہشت کے انعامات میں سے ہے ان باتوں سے نہیں ملتی۔ وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے جس کے لئے انبیاء علیہم السلام خصوصاً ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وصیت تھی کہ ﴿لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (البقرہ: ۱۳۵) لذاتِ دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں استسقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بے جا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اسی جہنم کی آگ کے ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اس کو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطان و پیچان رکھتی ہے۔ اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے۔ مال اور اولاد اسی لئے تو فتنہ کہلاتی ہے ان سے بھی انسان کے لئے ایک دوزخ تیار ہوتا ہے اور جب وہ ان سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے اور اس طرح پر یہ بات کہ ﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ﴾ (الھمزۃ: ۷،۸) منقولی رنگ میں نہیں رہتا بلکہ معقولی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پس یہ آگ جو انسانی دل کو جلا کر کباب کر دیتی ہے اور ایک جلے ہوئے کوئلے سے بھی سیاہ اور تاریک بنا دیتی ہے یہ وہی غیر اللہ کی محبت ہے۔

دو چیزوں کے باہم ملنے اور رگڑ سے ایک حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر انسان کی محبت اور دنیا کی چیزوں کی محبت کی رگڑ سے الٰہی محبت جل جاتی ہے اور دل تاریک ہو کر خدا سے دور ہو جاتا اور ہر قسم کی بیقراری کا شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن جبکہ دنیا کی چیزوں سے جو تعلق ہو وہ خدا میں ہو کر ایک تعلق ہو اور ان کی محبت خدا کی محبت میں ہو کر ہو اس وقت باہمی رگڑ سے غیر اللہ کی محبت جل جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک روشنی اور نور بھی دیا جاتا ہے۔ پھر خدا کی رضا اس کی رضا اور اس کی رضا خدا کی رضا کا منشاء ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں پہنچ کر خدا کی محبت اس کے لئے بمنزلہ جان ہوتی ہے اور جس طرح زندگی کے واسطے لوازم زندگی ہیں اس کی زندگی کے واسطے خدا اور صرف خدا ہی کی ضرورت ہوتی ہے"۔ (الحکم جلد ۴ نمبر ۳۳ بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۰ء)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کل تو پاکستان میں بہت سے لوگ دولت مند بن گئے ہیں۔ ایک وقت تھا جب چند لوگ بڑے دولتمند ہوا کرتے تھے۔ ایک دولتمند سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کے تو بڑے مزے ہوں گے۔ تو اس نے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ اندر جھانک کر دیکھو تو جہنم ہی جہنم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا کی دولتوں سے تسکین نہیں ملتی ہے۔ حقیقی تسکین تو اللہ کی محبت سے ملتی ہے۔ اگر وہ نصیب ہو جائے تو جنت ہی جنت ہے ورنہ اس دنیا میں جہنم تو ہے ہی، آخرت کی جہنم اس کے علاوہ ہے۔

آیت ۱۸۱: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِىْٓ اَسْمَآئِهٖ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾۔ اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارہ میں کج روی سے کام لیتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی انہیں ضرور جزا دی جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿يُلْحِدُوْنَ﴾ کی حل لغات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اَللَّحْدُ اس گڑھے یا شگاف کو کہتے ہیں جو وسط سے ایک طرف ہو۔ قبر کی لحد کو بھی اسی لئے لحد کہا جاتا ہے۔ لَحَدَ بِلِسَانِهٖ اِلٰى كَذَا: زبان سے کسی کی طرف جھکنا یعنی غلط بات کہنا......۔ اَلْحَدَ فُلَانٌ: فلاں حق سے پھر گیا۔ اسی سے اِلْحَاد کا لفظ بنا ہے۔ (مفردات امام راغب)

حدیث نبوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو یاد رکھا ہے، وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (بخاری کتاب التوحید۔ باب ان للّٰه مئة اسم الا واحدا)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ننانوے نام والا جو حصہ ہے، حدیث میں ان ناموں کا بھی ذکر ہے۔ اسے مَیں نے چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اپنی صفات کے اظہار کے طور پر بڑھتے رہتے ہیں۔ رَفِيْق کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہ خدا کا نام نہیں ہے۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ اب یہ خدا کا نام ہے۔ انسان پر جتنی صفات روشن ہو سکتی تھیں وہ تو ناموں سے ہو گئیں اور صفات بھی دنیا کی تحقیق کے ساتھ بڑھتی جاتی ہیں۔ خدا کے ننانوے ناموں کو ذہن میں رکھ کر ان کے مطابق نیکی اختیار کرنا یہ جنت نہیں تو اور کیا ہو گی۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے جو کسی کو عطا ہو جائے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے نام کو یاد کر کے اس نسبت سے اس سے مانگنا مثلاً خدا رحیم ہے تو اس نسبت سے مانگے مگر شرط یہ ہے کہ اسے خود بھی رحیم بننا پڑے گا۔ خدا کے ناموں کو اگر یاد کرتا ہے مگر اس کے مطابق خود نہیں بنتا تو وہ جھوٹا ہے۔ جو خدا سے پیار کرتا ہے وہ کس طرح جھوٹا ہو کر خدا کے ہاں مقبولیت حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ان صفات کے مطابق بننے کی کوشش کرے گا تو خدا اُسے توفیق عطا فرمائے گا۔

علامہ رازی لکھتے ہیں: "ارشاد الٰہی ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ حصر کا فائدہ دیتا ہے"۔ حصر کا مطلب ہے کہ اس کے سوا اور کوئی نہیں۔" اور اس کا معنی یہ ہے کہ اسماء حسنٰی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں۔ اور عقلی دلیل اس معنی کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔ اس وجہ سے کہ موجود ہستی یا تو واجب الوجود ذات ہے یا ممکن الوجود۔ واجب الوجود ذات ایک ہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور اس ایک ذات کے علاوہ باقی سب ممکن الوجود ہیں اور ہر ممکن الوجود ذات اپنی ماہیت،

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

الہام کلام اس کا

{"کلام طاہر" کی اشاعت کے دوران موصول ہونے والے
حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ الله کے ارشادات}

(امتہ الباری ناصر۔کراچی)

(دوسری و آخری قسط)

حضور ایدہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"غم فرقت میں کبھی اتنا رُلانے والے۔

اس میں اصلاح یہ تجویز ہوئی ہے۔'غم فرقت میں کبھی خوب رلانے والے'۔ لفظ 'خوب' بہت خوب ہے۔ مگر لفظ 'اتنا' میں جو اپنائیت اور شکوہ پایا جاتا ہے وہ 'خوب' میں ہر گز نہیں۔ غالبًا یہ اصلاح اس لئے تجویز کی گئی ہے کہ 'اتنا' کے بعد اس کا جواب آنا چاہئے۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں ہوا کرتا۔ بعض دفعہ بغیر جواب کے ہی شرطیہ حصہ پر کلام ختم ہو جاتا ہے اور قرآن کریم میں اس کی بہت ہی پیاری مثالیں موجود ہیں۔ ایک کہنے والا یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ آپ نے مجھے اتنا رلایا ہے۔ ضروری نہیں کہ بعد میں وہ یہ بھی کہے کہ آنسو پونچھ پونچھ کر میری آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اس کے مقابل پر 'آپ نے مجھے خوب رلایا ہے' میں لگتا ہے کہ بات ختم ہو گئی اور اپنی ذات میں یہ مضمون وہیں مکمل ہو گیا۔ لیکن لفظ 'اتنا' ایک تشنگی باقی چھوڑ دیتا ہے۔ وہ خواہ شکوے کی ہو یا کسی اور چیز کی۔ پھر یہ تشنگی مضمون کو اور بھی رفعت عطا کرتی ہے۔ اس لئے میرے نزدیک یہاں بھی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔"

(مکتوب ۱۶۔۱۔۹۳ صفحہ ۱۷)

☆......☆......☆......☆

"برق تپاں ہے خندہ کہ خرمن اداس ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ نظم پہلی اشاعت سے نقل کی ہے۔ میں نے تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ان کے یہ نظم بھجوانے کے بعد یہ ہدایت کی تھی کہ برق تپاں ہے خندہ .... مصرع کی فوری اصلاح بھجوادیں اور غالبًا وہ الفضل میں چھپ بھی گئی ہو گی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو سہو کتابت والی نظم ہی مل سکی بہر حال اس کی دو صورتیں میرے سامنے آتی ہیں۔(۱) 'برق، تپاں ہے خندہ زن۔ خرمن اداس ہے' مگر اس میں یہ سقم ہے کہ وزن کی تال کے لحاظ سے خندہ زن تک کے مضمون کو پہلے نصف مصرع میں ہی سما جانا چاہئے تھا۔ کیونکہ اس نظم کا ہر مصرع دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ گویا "برقِ تپاں ہے خندہ" پر ایک ضرب ختم ہوتی ہے اور "کہ خرمن اداس ہے" پر دوسری۔ مگر خندہ زن کر دیا جائے تو 'زن' کا قدم اپنے نصف مصرع کی حدود میں رہنے کی بجائے دوسرے نامحرم نصف پر جا پڑتا ہے۔ اسی خیال سے میں نے اسے یوں کر دیا تھا۔

برقِ تپاں نہال۔ کہ خرمن اداس ہے

غالبًا یہی بہتر رہے گا۔ 'خنداں' اس لئے جائز نہیں کہ یہاں خندہ صرف زبر کا متحمل ہے الف کا متحمل نہیں۔(مکتوب ۱۶۔۱۔۹۳ صفحہ ۱۸)

☆......☆......☆......☆

"بلائے ناگہاں اک نت نیا مولانا آتا ہے۔

ہر مولانا فی ذاتہ بلائے ناگہاں ہے۔ وہ کوئی خاص خاص مولانا نہیں جو بلائے ناگہاں ہوں۔ بلکہ ہر مولانا جب آتا ہے بلائے ناگہاں کی طرح ہی آتا ہے۔ کبھی ایک ہی بار بار آتا ہے کبھی نت نیا۔ میرے ذہن میں نت نئے مولانا کے آنے کا تصور تھا۔ بن کر آنے کا محاورہ میرے دل کی بات ظاہر نہیں کرتا میں تو ہر مولوی کو ہی بلائے ناگہاں سمجھتا ہوں۔ اس لئے اسے اسی طرح رہنے دیا جائے 'نت نیا' کہہ کر تو ان کی روزانہ بڑھتی ہوئی تعداد کی طرف اشارہ مقصود ہے اور جتنے بھی آتے ہیں ہمیشہ بلائے ناگہاں ہی ثابت ہوں گے۔"

(مکتوب ۱۶۔۱۔۹۳ صفحہ ۲۶،۲۷)

☆......☆......☆......☆

"تو میرے دل کی شش جہات بنے۔

اس نظم میں تبدیلیاں اور ان کی حکمتیں ملاحظہ ہوں۔ پیارے آقا تحریر فرماتے ہیں:

" تیرے منہ کی سبک سبک باتیں
دل کے بھاری معاملات بنے

پر نظر ثانی کی آپ نے خواہش کی ہے۔ یہ مضمون دراصل حدیث "كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ ...... سے اخذ کیا گیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ تیرے منہ کی ہلکی ہلکی باتیں ہمارے دل کی بڑی وزنی باتیں بن جاتی ہیں۔

آپ کی بات درست ہے کہ 'بنے' کی ضمیر باتیں کی طرف جاتی ہے جو مؤنث ہے لہذا 'بنے' نہیں بلکہ 'بنیں' چاہئے تھا۔ اس مصرع کو بدل کر میں نے یوں کر دیا ہے۔

"تیرے منہ کے سبک سہانے بول
دل کے بھاری معاملات بنے

اگر سہانے کی بجائے آپ 'رسیلے' پسند کریں تو اسے 'سبک رسیلے بول' کر دیا جائے لیکن 'سبک سہانے' زبان پر زیادہ ہلکا ہلکا لگتا ہے۔"

(مکتوب ۲۲۔۱۰۔۹۳ صفحہ ۳)

☆......☆......☆......☆

"کچھ لوگ گنوا بیٹھے دن کو جو یار کمایا ساری رات۔

آپ کی تجویز یہ ہے کہ 'لوگ گنوا بیٹھے سب دن کو جو بھی کمایا ساری رات'۔ لیکن اس میں عمومیت سی آگئی ہے کہ جو اچھا برا کمایا وہ دن کو گنوادیا۔ جبکہ جو مضمون میرے پیش نظر ہے اس میں خدا کمانے اور ساری رات اس کی عبادت میں گذارنے کا مضمون ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اگر انسان راتیں تو ذکر الٰہی میں گذارے اور دن بھر دنیا کے پیچھے بھاگتا پھرے تو یہ اچھا عمل نہیں۔ اگر 'یار کمانے' کے اظہار بیان پر اعتراض ہے۔ تو یہی محاورہ تو اس شعر میں میری جان ہے اور شعر کی بھی۔ یار یونہی نہیں مل جاتے، کمانے پڑتے ہیں۔"

(مکتوب ۱۶۔۱۔۹۳ صفحہ ۲۰)

☆....☆....☆....☆

"تری بقا کا سفر تھا قدم قدم اعجاز"۔

اس نظم کو پڑھتے ہوئے ایک شعر مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا۔

ہو موت اس کی رضا پر یہی کرامت ہے
خوشی سے اس کے کہے میں جو کھائیں سم، اعجاز

میں نے پڑھتے ہوئے اس پر ایک سوالیہ نشان لگادیا کہ مزید غور کروں گی۔ پیارے آقا کی نظر اس سوالیہ نشان پر پڑ گئی میری الجھن دور کرنے کے لئے وضاحت فرمائی:

"اس نظم کے دسویں شعر کے دوسرے مصرع کے سامنے آپ نے سوالیہ نشان ڈالا ہے۔ یہ مصرع یوں ہے۔ 'خوشی سے اُس کے کہے میں جو کھائیں سم اعجاز'۔ یہاں خدا تعالیٰ کا اعجاز مراد نہیں ہے بلکہ انسان کی کرامت اور اس کا اعجاز مراد ہے۔ یہی مضمون ہے جو پہلے مصرع نے واضح کر دیا ہے۔ گویا اعجاز تو یہ ہے کہ انسان اس کے کہے میں خوشی سے زہر بھی کھا جائے اور موت کی قطعاً پرواہ نہ کرے۔ پرواہ ہو تو صرف اس کی رضا کی ہو اور اس کی خاطر انسان تلخ سے تلخ گھونٹ پینے پر ہر لحہ مستعد رہے۔"(مکتوب ۱۵۔۵۔۹۳ صفحہ ۳)

☆......☆......☆......☆

"کیا موج تھی جب دل نے جپے نام خدا کے"

اس نظم کے ایک شعر ۔

میں ان سے جدا ہوں مجھے چین آئے تو کیوں آئے
دل منتظر اس دن کا کہ ناچے انہیں پا کے

اس کے پہلے مصرع پر نظر ثانی کی درخواست کی تھی۔ پہلے تو ایسی جسارتوں پر بہت نادم ہوتی تھی۔ مگر اب اس کے نتیجے میں خاکسار کو سمجھانے کے لئے جو شعر میں زبان و بیان کے متعلق علم کے دریا بہائے ہیں مجھے نازاں کر رہے ہیں۔ جو بھی پڑھے گا اس کا عالم مجھ سے مختلف نہیں ہو گا۔ ایسا لگتا ہے ساری عمر صرف ادب کا مطالعہ فرمایا ہے۔ تحریر ملاحظہ ہو:

" 'میں ان سے جدا ہوں مجھے چین آئے تو کیوں آئے'

اس مصرع کے بارے میں آپ نے ترتیب بدلنے یا 'کیوں آئے' کی جگہ کوئی دوسرا لفظ لانے کی تجویز پیش کی ہے۔ لیکن مجھے آپ کے اصرار کی سمجھ نہیں آئی کہ کیوں ترتیب بدلی جائے۔ اسے اہلِ کلام جب پڑھتے ہیں تو 'آ۔ ئے' دو آوازیں نہیں نکلتیں بلکہ دونوں آپس میں مدغم ہو جاتی ہیں۔ جس طرح غالب کے مرثیہ میں ہائے ہائے میں آخری 'ئے' کی آواز نمایاں نہیں ہے۔ 'آئے' اور 'ہائے' کی آواز کبھی soft پڑھی جاتی ہے اور کبھی 'ئے' کر کے الگ پڑھی جاتی ہے جب soft پڑھی جاتی ہے تو عملاً یہ اتنی خفیف ہو جاتی ہے کہ زبان پر بوجھ نہیں پڑتا اور اہل کلام اس کو ناگوار خاطر نہیں سمجھتے۔ مکرم سلیم صاحب کا غالبًا یہ بھی اعتراض ہے کہ 'کیوں آ' پر وزن کا دم ٹوٹ جاتا ہے۔ انکو بتادیں کہ یہ 'آ' اور 'اے' نہیں ہے یعنی 'ئے' پر الگ زور نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلیم صاب کو جسطرح آتش کے اس مصرع میں 'آئے' استعمال ہوا ہے صرف اسی طرح آئے کہنے کی عادت ہے اور وہ soft 'آئے' پڑھ ہی نہیں سکتے۔ آتش کا پورا شعر یوں ہے:

بجا کہتے آئے ہیں ہیچ اس کو شاعر
کمر کا کوئی ہم سے مضموں نہ نکلا

اب یہاں 'آ۔ ئے' پڑھنا پڑتا ہے اگر 'آئے' soft پڑھیں گے تو وزن ٹوٹ جائے گا۔ اس کے مقابل پر غالب کی نظم میں soft پڑھنے کی مثال موجود ہے۔ اسکی 'ہائے ہائے' والی نظم میں آخری ہائے کو soft پڑھتے ہیں اور لمبا کر کے 'ہائے' نہیں پڑھتے بلکہ 'ہائے ہاء' پر ہی بات ختم ہو جاتی ہے۔ غالب کہتا ہے:

داد سے میرے ہے تجھ کو بے قراری ہائے ہائے
کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری ہائے ہائے

اگر دوسرے ہائے کو بھی 'ہائے' پڑھیں تو اس میں 'اے' کی آواز زائد ہے۔ اصل میں 'ہائے ہا' ہونا چاہئے تھا۔ اس کی یہ ساری نظم اسی طرح چلتی ہے۔ پھر غالب کہتا ہے۔

عمر بھر کا تو نے پیغام وفا باندھا تو کیا

یہ بڑا چست مصرع ہے اس میں کچھ زائد نہیں ہے اس کے مطابق اگلا مصرع یوں ہونا چاہئے تھا کہ

عمر کو بھی تو نہیں ہے پائداری ہائے ہا

اگر آپ پہلے کو 'کیائے' کر دیں تو جسطرح 'کیائے' میں 'ئے' زائد ہوتی ہے بالکل اسی طرح 'آئے' میں 'ئے' زائد ہوئی ہے۔ اور 'ہائے ہائے' میں آخری 'ئے' زائد ہے۔ صرف پڑھنے کے انداز کا فرق ہے۔ پس میرے اس مصرع کی تقطیع کا جہاں تک تعلق ہے اس میں غالب کی 'ہائے ہائے' والی نظم کی طرح ہی 'اے' زائد ہے اور یہاں 'اے' کی اس طرز کی واضح آواز نہیں ہے کہ گویا 'آ' اور 'اے' دو حرف ہیں۔ بلکہ 'آ' کے ساتھ 'اے' کی آواز کو نرمی کے ساتھ مدغم کیا گیا ہے۔ بہر حال یہ کوئی سقم نہیں چوٹی کے شعراء کے کلام میں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ آپ دونوں بھی ماشاء اللہ ماہر فن اور قادر الکلام شعراء ہیں۔ مجھے تو آپ کا کلام بھی اس سے خالی دکھائی نہیں دیتا اور پڑھتے وقت کئی مثالیں سامنے آتی ہیں۔ لیکن چونکہ اردو ادب میں اس کی اجازت سمجھی جاتی ہے اور اہل فن بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا مثال کے طور پر مکرم سلیم صاحب کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

یہ زیست کیا ہے سکینت اگر نصیب نہ ہو
جو موت وجہ سکوں ہو تو کیا ہے کم اعجاز

اس میں اگر زیست پڑھیں گے تو کیا کا 'کاف' اور 'ی' دونوں زائد ہیں۔ کیونکہ فنی نکتہ نگاہ سے اس

کا وزن زیستا بنتا ہے۔ گویا کاف اور ی دونوں زائد ہیں۔ لیکن اگر کیا پورا پڑھنا ہو تو پھر زیست کی ت زائد بنتی ہے۔ اب یہ دیکھ لیں کہ ماشاء اللہ یہ شعر چوٹی کا ہے۔ لیکن پڑھنے کے انداز کے فرق سے وزن پر اثر پڑتا ہے اور سقم نظر آتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ سقم نہیں۔ پھر سلیم صاحب کا یہ شعر دیکھیں۔

ان بہتے آنسوؤں کا ہی تحفہ قبول ہو
ہے اس کے پاس کیا جو یہ تیرا غلام ہے

اس کے پہلے مصرع میں ظاہراً وزن ٹوٹتا ہے۔ اور 'بہتے' میں زیر پڑھنی پڑتی ہے۔ بڑی 'ے' نہیں پڑھی جاسکتی۔ یا ساکن یا زیر کے ساتھ الگ سے 'ت' آسکتی ہے، 'ے' کی گنجائش ہی نہیں۔ ان کی اس نظم کا اس سے اگلا شعر۔

پہرے بٹھادے میری سماعت پہ یا خدا

ہی اس کی مثال ہے۔ حالانکہ بڑے قادر الکلام ہیں مگر یہ سقم ہے۔ اور وزن کے اعتبار سے 'پہرے' میں صرف زیر پڑھنی پڑتی ہے۔ اس پہلو سے اگر آپ اپنے کلام پر نظر ڈالیں تو اس میں بھی آپ کو اس کی کئی مثالیں ملیں گی۔ صرف کلام کی مجبوریاں سمجھانے کی خاطر ایک آدھ مثال بیان کردیتا ہوں۔ کیا خوب مصرع ہے۔

'خشک آنکھوں سے نیر بہاؤں چہرے پر مسکان سجاؤں'

لیکن اس میں صرف 'سجا' پڑھا جاسکتا ہے۔ 'ؤں' زائد ہے لیکن شعراء عملاً ایسا کرتے ہیں۔ اجازت ہوتی ہے۔ ہرگز معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ پھر یہ مصرع ملاحظہ فرمائیں۔

پھر کس گن پر اتراؤں اور فخر و مباہات کروں

اب اس میں اگر 'پھر' ہلکا پڑھیں تو 'پھر کس گن پر اتراؤں میں' ہونا چاہئے یعنی ایک 'میں' ڈالنا پڑے گا۔ اور اگر 'پھر' زور سے پڑھیں تو آپ والا مصرع موزوں ہو جائے گا۔ پس اس میں پڑھنے کے انداز کے فرق کی وجہ سے دو صورتیں ممکن ہیں۔ ایک ہے۔

'پھر کس گن پر اتراؤں'
'پھر کس گن پر اتراؤں میں'

اس میں لفظ 'میں' زائد کرنے کے باوجود وزن دونوں کا ایک ہے۔ بہر حال انداز قراءت نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض اوقات نقص کا گمان ہوتا ہے۔ پڑھنے والے کے انداز پر اس کی درستی یا سقم کا انحصار ہے۔ عام بول چال میں بھی اس کی مثالیں بہت ملتی ہیں۔ چنانچہ بولنے والا حسب حالات 'آ۔اے' کہتا ہے اور کبھی soft 'آئے' کہتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔

کب آؤ گے پیتم پیارے

یہاں 'آ'۔ 'او' دو آوازیں ہیں اور 'آؤنا' جب کہتے ہیں تو اس میں دو آوازیں نہیں نکلتیں اور دوسری حرکت شدید نہیں پڑھی جاتی۔ زیر نظر مصرع میں آپ کو 'کیوں آئے' پر اعتراض ہے۔ اگر آپ اس کی ترتیب بدل لیں یا اس کی جگہ دوسرا لفظ لانے پر مصر ہیں تو بے شک اس کو یوں کرلیں۔

میں اس سے جدا ہوں مجھے کیوں آئے کہیں چین"

(مکتوب ۱۵.۵.۹۳ صفحہ ۷تا۹)

☆....☆....☆....☆

اپنے دیس میں اپنی بستی میں اپنا بھی تو گھر تھا

اس نظم میں انیسواں شعر ہے۔

آخر دم تک تجھ کو پکارا۔ آس نہ ٹوٹی دل نہ ہارا
مصلح عالم باپ ہمارا۔ پیکر صبر و رضا رہبر تھا

خاکسار کی معمولی سی ترمیم کی درخواست پر آپ نے اصولی بحث کے ساتھ اچھی طرح سمجھایا تحریر فرماتے ہیں۔

"دل نہ ہارا" کی بجائے آپ نے 'دل بھی نہ ہارا' کی تجویز دی ہے۔ وزن تو اس میں بھی نہیں ٹوٹتا۔ صرف پڑھنے کے انداز کا فرق ہے۔ کسی لفظ پر زیادہ زور دے کر پڑھا جائے یا کم زور دے کر پڑھا جائے۔ تو اس سے بعض اوقات شعر کا وزن ٹوٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً اس نظم کا پہلا مصرع ہے۔

اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا

لفظ 'میں' اس مصرع کے دوسرے نصف میں واقع ہے۔ لیکن جو اسے پہلے حصہ کے ساتھ ملاتے ہیں وہ وزن توڑ دیتے ہیں۔ جیسا کہ قادیان میں پڑھنے والے نے یہ مصرع پڑھا ہے۔ اور جس جگہ زور آنا چاہئے اس سے ہٹا کر دوسرے لفظ پر منتقل کرنے کے نتیجہ میں بالکل بے وزن مصرع لگ رہا ہے۔ پہلے مصرعہ کے نصف کے آخری حرف کا قدم دوسرے نصف کے شروع میں جا پڑنے کے بہت سے نمونے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی فارسی کلام میں ملتے ہیں۔ اور شعراء کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔ ایسی صورت میں اگر اس کو پہلے حصے سے ملا کر پڑھیں تو وزن ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

بیسویں شعر میں لفظ 'انوار' کے بارے میں آپ نے لکھا ہے کہ ہندی تسلسل میں اجنبی لگ رہا ہے۔ اس وجہ سے دوسرے مصرع کو یوں ہونا چاہئے۔

جس سے نور کے سوتے پھوٹے۔ روشنیوں کا جو ساگر تھا

اس نظم کا مزاج ملا جلا ہے۔ یہ صرف سکھوں اور ہندوؤں کے لئے ہی نہیں بلکہ پاکستانیوں کے لئے بھی تھی۔ اس لئے میں نے اس نظم میں بعض جگہ عربی اور فارسی الفاظ استعمال کرنے سے گریز نہیں کیا تاکہ ہم اپنا حق بھی قائم رکھیں۔ جہاں تک انوار کے لفظ کا تعلق ہے، نور کی یہ جمع شاید زیادہ اجنبی لگ رہی ہو۔ لیکن اس کو روشنیوں کی بجائے نوروں میں تبدیل کردیا جائے تو اور کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ لفظ نور جو پہلے آیا ہوا ہے وہ تو پھر بھی موجود رہے گا۔ جس کو نور کی سمجھ آجائے گی وہ نوروں کو بھی سمجھ جائے گا۔ پس یہ شعر یوں بن جائے گا۔

سدا سہاگن رہے یہ بستی جس میں پیدا ہوئی وہ ہستی
جس سے نور کے سوتے پھوٹے جو نوروں کا اِک ساگر تھا"

(مکتوب ۱۵.۵.۹۳ صفحہ ۴،۵)

☆....☆....☆....☆

اس نظم کا آخری شعر ہے۔

ہیں سب نام کے خدا کے سندر۔ واہے گرو۔ اللہ اکبر
سب فانی۔ اک وہی ہے باقی۔ آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

خاکسار کی پہنچ محض لغت تک تھی۔ لغت دیکھ کر تجویز کردیا کہ ایشر کی جگہ ایشور ہو تو وزن نہیں ٹوٹتا۔ حضور پرنور کی لفظوں پر تحقیقات کے دائروں کا اندازہ لگائیے۔ آپ نے تحریر فرمایا۔

"اول تو یہ درست نہیں کہ ایشور سے وزن نہیں ٹوٹتا۔ دوسرے جہاں تک ایشر کا تعلق ہے بات یہ ہے کہ قادیان میں ہندی دان احمدی سکالرز سے میں نے چیک کروالیا تھا اور ان سب نے اس پر صاد کیا۔ لغوی لحاظ سے اس کا اصل اِیش ہے۔ جسے اِیس بھی پڑھا جاتا ہے۔ دونوں متبادل ہیں۔ ہندی اردو لغت میں ان دونوں کا مطلب مالک، خدا، حاکم، بادشاہ، خداوند تعالیٰ دیا گیا ہے۔ یہ لفظ 'ور' یا محض 'ر' کے اضافہ کے ساتھ بھی مستعمل ہے۔ اردو لغت جامع اللغات میں لکھا ہے کہ 'اِیسَر' دراصل وہ شہر ہے جہاں سب سے بڑے دیوتا یعنی خدا کی عبادت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ مضمون کھول کر جامع اللغات اِیسَر، اِیشَر اور ایشور تینوں لفظ متبادل کے طور پر پیش کرتی ہے۔ جن کا مطلب بڑا دیوتا، خدا یا مالک یا خدا تعالیٰ ہے۔ اسی طرح ایسر میں ایشر لکھ کر آگے خدا، ایشور، اللہ معانی دئے ہوئے ہیں۔ گویا ایشور کا دوسرا تلفظ اِیسَر اور اِیشَر ہے اس لئے کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ایشر ہی ٹھیک ہے"۔

(مکتوب ۲۲.۱۰.۹۳ صفحہ ۸)

چند دن کے بعد آپ کا ایک مکتوب موصول ہوا۔

"میرا گذشتہ خط آپ کو مل چکا ہوگا 'ایشر' کے لفظ پر۔ اس میں آپ کی تجویز کی روشنی میں تبصرہ تو کرچکا ہوں۔ لیکن اس کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنی دو نظموں بعنوان 'شانِ اسلام' میں کوئی ۶ دفعہ اور ہندوؤں سے خطاب میں ۵ مرتبہ لفظ ایشر استعمال فرمایا ہے۔ اس شہادت سے تو مزا ہی آگیا ہے۔ اس کے بعد تو کسی اور سند کی ضرورت ہی نہیں آپ نے درِّ ثمین کی اتنی عمدہ کتابت کروائی ہے لیکن آپ نے بھی اسے نوٹ نہیں کیا۔ (مکتوب ۱.۱۱.۹۳)

☆......☆......☆......☆

الفضل ۷؍مئی ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں صفحہ اوّل پر میری ایک پرانی نظم بی بی کے وصال پر چسپاں ہونے والے کچھ نئے اشعار اضافہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے اس پر بھی میں نے نظر ثانی کی ہے۔ اور اس کے علاوہ آخر پر بعض مزید اشعار کا اضافہ کیا ہے وہ بھی شامل کرلیں۔

تم جن کا وسیلہ تھیں وہ روتی ہیں کہ تم نے
دم توڑ کے توڑے ہیں ہزاروں کے سہارے
وہ آخری ایام ۔ وہ بہتے ہوئے خاموش
حرفوں کے بدن۔ اشکوں کے دھاروں کے سہارے
بھیگی ہوئی بجھتی ہوئی۔ مٹتی ہوئی آواز
اظہار تمنا وہ اشاروں کے سہارے
وہ ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہنا دم رخصت
میں نے نہیں جینا نگہداروں کے سہارے
وہ جن کو نہ راس آئیں طبیبوں کے دلاسے
شاید کہ بہل جائیں۔ نگاروں کے سہارے
آ بیٹھ مرے پاس مرا دستِ تہی تھام
مت چھوڑ کے جا درد کے ماروں کے سہارے

آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آخری دو اشعار کی طرف توجہ دلادی کہ ان کے درمیان کچھ کمی سی معلوم ہوتی ہے۔ مجھے بھی لگ رہا تھا۔ بہرحال آپ نے بہت اچھا کیا جو توجہ دلائی۔ شروع میں ان سے میں مخاطب ہوں مگر آخر پر وہ مجھ سے مخاطب ہیں۔ اس لئے مضمون کو مزید کھولنے کے لئے میں نے چند نئے شعروں کا اضافہ کردیا ہے۔ امید ہے اب اس سے بات واضح ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔"

(مکتوب ۱۶.۱.۹۳ صفحہ ۲۸،۲۹)

☆......☆......☆......☆

ایم ٹی اے کی نشریات کے بالکل آغاز میں ۱۴؍جنوری ۱۹۹۴ء کو ملاقات پروگرام میں حضور ایدہ الودود نے فرمایا کہ امتہ الباری ناصر یہ پروگرام سن رہی ہوں تو یہ رباعی بھی کلام طاہر میں شامل کرلیں۔

بذلِ حق محمود سے میری کہانی کھوگئی
بذلِ حق سے روٹھ کر وہ واصلِ حق ہوگئی
نذر راوی کی تھی میں نے کتنے ارمانوں کے ساتھ
ناؤ لیکن کاغذی تھی غرق راوی ہوگئی

☆....☆....☆....☆

اعراب اور تلفظ کی غلطیوں کے بارہ میں راہنمائی

اعراب کی غلطیاں بھی آپ نے سمجھا سمجھا کر لغات کے حوالے سے بتائیں۔ صرف چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

☆......" لفظ مِناروں نہیں، مَناروں ہے ۔ مِینار درست ہے جب 'ی' کے ساتھ آئے اور جب 'ی' کے بغیر ہو تو مَنار ہوتا ہے۔"

☆......"تحتَ الثّریٰ" درست نہیں۔ یہ لفظ "تَحتُ الثَّریٰ" ہے۔ فیروز اللغات میں بھی اسے "تحتُ الثَّریٰ" ہی لکھا ہے۔

☆......"لفظ 'گرِفتار' نہیں اگرچہ عموماً بولا اسی طرح جاتا ہے۔ لغت کی کتابیں چیک کی ہیں۔ اس کا صحیح تلفظ 'گرِفتار' ہے۔"

☆......"جاءَ الحقُّ وَ زَھَقَ الباطِلُ"۔ اردو میں تو 'زَھَقَ الباطِلْ' ٹھیک ہے۔ لیکن آیت کریمہ میں اس پر پیش موجود ہے۔ تاہم عربی میں جس لفظ پر بھی قاری ٹھہرتا ہے وہ اس کی آخری حرکت کو

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

خطبہ جمعہ

تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا اس کے لئے رحمت کا دروازہ کھولا گیا

ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ دینے والا وہی ہے

مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پالیتا ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۷/دسمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۷/نبوت ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

یہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے اور اس نسبت سے مُجیب کی صفت پہ اس دفعہ بھی خطبہ دیا جائے گا۔ یہ آخری ایام ہیں بہت عبادت کے اور بہت دعا کے اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ جتنے مُعتَکِفین ہیں ان کی خصوصیت سے دعائیں قبول ہوں گی۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر کی بھی زیارت کروائے گا اور لیلۃ القدر کے وقت جو دعا حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو سکھائی تھی وہ بھی آج مَیں نے رکھی ہوئی ہے۔ وہ دعا چھوٹی سی دعا ہے اس کو اچھی طرح یاد کر لیں۔

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ . اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (سورۃ المومن:۶۱)۔ اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ (ترمذی کتاب الدعوات)۔ جب مصیبت پڑ جائے اس وقت بھی اور مصیبت ابھی نہ پڑی ہو اس وقت بھی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: خدا تعالیٰ سے ایسی کیفیت میں دعا کرو کہ تمہیں اُس کی قبولیت پر پورا یقین ہو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات باب ما جآء فی جامع الدعوات عن رسول الله ﷺ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: ہمارا ربّ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو مَیں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو مَیں اس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو مَیں اس کو بخش دوں۔

(سنن ترمذی۔ کتاب الدعوات)

اب یاد رکھیں اس کو ظاہر پر محمول نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے۔ وہ اترتا نہیں ہے اس کی رحمت اترتی ہے، اس کا فضل اترا کرتا ہے اور یہی مراد ہے صرف۔

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کونسی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد کی جانے والی دعا۔ (ترمذی) مراد نوافل میں جو دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اُس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اُس سے مانگا جائے۔ اور بہترین عبادت، کشائش کا انتظار کرنا ہے۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)۔ یعنی جب خدا سے فضل مانگا جائے تو اس کا انتظار کرو، اللہ تعالیٰ ضرور کشائش عطا فرمائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم میں سے جب کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کرے کہ اے اللہ! اگر تُو چاہے تو مجھے بخش دے بلکہ پورے عزم کے ساتھ دعا مانگے اور اپنی مرادیں بڑھا چڑھا کر مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی بھی چیز عطا کرنا مشکل نہیں ہے۔ (مسلم كتاب الذكر والدعا والتوبه والاستغفار)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سے اتنی دعائیں مانگو کہ بظاہر بے حساب ہوں وہ قبول کر لے تو اس کے فضل میں سے اتنا بھی کم نہیں ہوگا جتنا ایک سوئی کے ناکہ کو سمندر میں ڈبو کر نکالیں تو اس کے ساتھ قطرہ لگا ہوا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ بے انتہا فضل کرنے والا ہے۔ مصیبت سے پہلے بھی دعا کرو، مصیبت کے وقت بھی دعا کرو اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرما لیتا ہے۔

بخاری کتاب التوحید میں ہے حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس طرح دعا نہ مانگے کہ اے اللہ! اگر تُو چاہے تو مجھے بخش دے اور اگر چاہے تو مجھ پر رحم فرما اور اگر چاہے تو مجھے رزق دے۔ بلکہ چاہئے کہ وہ پورے عزم کے ساتھ دعا مانگے۔ یقیناً وہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ کوئی اُسے مجبور تو نہیں کر سکتا۔ (بخاری۔ كتاب التوحيد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے رب سے ہی ہر قسم کی حاجتیں مانگے۔ حتّی کہ اگر اس کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اُس سے ہی مانگے۔ اور حضرت ثابت البُنانی کی روایت ہے کہ نمک تک بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اور اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اُس سے ہی مانگے۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)

یہ بہت ہی اہم بات ہے کہ ہر چیز میں انسان اپنے طور پر یہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھ کو مل گئی ہے، اس کا فضل ہے۔ لیکن اللہ کا فضل اگر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہو تو جو چیز ملی ہوئی ہے اس سے بھی آدمی استفادہ نہیں کر سکتا۔ جو دولت ہے وہ بھی ضائع ہو جاتی ہے، جو اولاد ہے وہ بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ تو ملی ہوئی چیزوں پر یہ اعتبار کر لینا، توکل کر لینا کہ یہ اب ہماری ہو چکیں یہ بھی درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جوتی کا تسمہ بھی مانگو۔ یعنی خدا تعالیٰ سے مانگو اور کسی دوسرے سے نہ مانگو۔ یہ بات اس میں شامل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا تو اُس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین دعا یہ ہے کہ اُس سے عافیت طلب کی جائے۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)

ایک حدیث ہے، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

فرمایاکہ جب بھی کوئی مسلمان کوئی ایسی دعاکرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات یا قطع رحمی کا عنصر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے تین باتوں میں سے ایک ضرور عطا کر دیتا ہے۔یا تو اُس کی دعا جلد سنی جاتی ہے۔یا پھر اُس دعا کو آخرت کے دن اُس کے کام آنے کے لئے ذخیرہ کرلیتا ہے۔یا پھر اُسی قدر کوئی برائی اُس سے دُور کردیتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: پھر تو ہم بہت دعائیں مانگیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر عطا کرنے پر قادر ہے۔(مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند المکثرین)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی بھی کوئی دعا کرتا ہے تو یا تو اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی چیز اُسے دیدیتا ہے یا اُسی قدر اس سے کوئی تکلیف دُور کردیتا ہے بشرطیکہ یہ دعا کسی گناہ کی بات یا قطع رحمی کے بارہ میں نہ ہو۔

(ترمذی۔ کتاب الدعوات)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ کونسی رات "لیلۃ القدر" ہے تو مَیں اس میں کیا دعا مانگوں؟ آپؐ نے فرمایا: تم یوں دعا کرنا: "اے میرے خدا! تو بخشنے والا ہے، بخشش کو پسند کرتا ہے، مجھے بخش دے اور میرے گناہ معاف کردے"۔(ترمذی کتاب الدعوات)

یہ چھوٹی سی دعا ہے اس کے عربی لفظ یاد رکھنے چاہئیں۔ اس کا اردو ترجمہ اتنا اچھا نہیں ہے سیدھا عربی لفظوں میں ان کو یاد کرکے اس میں دعا مانگنی چاہئے۔اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ،اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ .اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

اب دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہیں۔ الحکم جلد ۵ میں ہے: "خدا تعالیٰ نے جو ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ فرمایا۔ یہ نری لفاظی نہیں ہے بلکہ انسانی شرف اس کا متقاضی ہے۔ مانگنا انسانی خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جو نہیں مانگتا وہ ظالم ہے"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۰/ستمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

"ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل مُعطی وہی ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی بخیل کے دروازہ پر سوالی ہر روز جا کر سوال کرے گا تو آخر ایک دن اس کو بھی شرم آجاوے گی۔ پھر خدا تعالیٰ سے مانگنے والا جو بے مثل کریم ہے کیوں نہ پائے؟ پس مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پا لیتا ہے۔ نماز کا دوسرا نام دعا بھی ہے جیسے فرمایا ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾۔"(الحکم جلد ۸ نمبر ۳۸،۳۹۔ مورخہ ۱۰/۱۷ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کبھی کسی سائل کو خالی نہیں لوٹایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ باتوں میں مصروف تھے تو ایک سائل کی آواز آئی وہ آواز دے کر چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنی بے چینی ہوئی کہ اس کے پیچھے آدمی دوڑا دیا۔ جب تک وہ واپس نہیں آیا آپ کے دل کو تسلی نہیں ہوئی، چین سے نہیں بیٹھے۔ جب واپس آیا تو سوال کیا آپ نے اس کا سوال پورا کر دیا پھر آپ کو چین آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ عید کے موقعہ پر ابھی عید آنے والی ہے، ایک سائل اپنا بہت بڑا برتن اٹھا لایا اور اس نے کہا میرا برتن بھر دو۔ اب وہ برتن اتنا بڑا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جتنے پیسے تھے ڈال دئے تھے پھر بھی برتن بھر نہیں سکتا تھا۔ مگر صحابہ کا یہ عالم تھا کہ ٹوٹ پڑے اور جس کے پاس جو کچھ تھا وہ اس میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سائل کو ردّ نہیں کیا کرتے تھے اور ہمیشہ سائل کی توقع سے بڑھ کر عطا فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے تو انسان سے نہایت تنزل کے رنگ میں دوستانہ برتاؤ کیا ہے۔ دوستانہ تعلق کیا ہوتا ہے۔ یہی کہ کبھی ایک دوست دوسرے دوست کی بات مان لیتا ہے اور کبھی دوسرے سے اپنی بات منوانا چاہتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ چنانچہ ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ اور ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ . اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ الآیۃ (البقرہ:۱۸۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان کی بات مان لیتا ہے اور اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ اور دوسری ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَالْیُؤْمِنُوْا بِیْ﴾ الآیۃ. اور ﴿وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ﴾ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی بات منوانا چاہتا ہے"۔

یعنی صرف اپنی باتیں خدا سے مانگتا رہے چاہے کتنی ہی گریہ وزاری سے مانگے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کام کی طرف بلائے تو اس طرف رخ نہ کرے، یہ دوستی کا تقاضا نہیں، یہ زیادتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی دعا پھر قبول نہیں کرتا۔

"بعض لوگ اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ہماری دعا کو قبول نہیں کرتا یا اولیاء لوگوں پر طعن کرتے ہیں کہ ان کی فلاں دعا قبول نہیں ہوئی۔ اصل میں وہ نادان اس قانون الٰہی سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ جس انسان کو خدا سے ایسا معاملہ پڑا ہوگا وہ خوب اس قاعدہ سے آگاہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مان لینے کے اور منوانے کے دو نمونے پیش کئے ہیں انہی کو مان لینا ایمان ہے۔ تم ایسے نہ بنو کہ ایک پہلو پر زور دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا کی مخالفت کرکے اس مقررہ قانون کو توڑنے کی کوشش کرنے والے بنو"۔(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۴/مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انسان اپنی شتاب کاری اور جلد بازی کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے۔ ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ پس تم اس سے مانگو اور پھر مانگو اور پھر مانگو۔ جو مانگتے ہیں ان کو دیا جاتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ دعا ہو، نری بک بک نہ ہو اور زبان کی لاف زنی اور چرب زبانی ہی نہ ہو۔ ایسے لوگ جنہوں نے دعا کے لئے استقامت اور استقلال سے کام نہیں لیا اور آداب دعا کو ملحوظ نہیں رکھا جب ان کو کچھ ہاتھ نہ آیا تو آخر وہ دعا اور اس کے اثر سے منکر ہو گئے اور پھر رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ سے بھی منکر ہو بیٹھے کہ اگر خدا ہوتا تو ہماری دعا کو کیوں نہ سنتا۔ ان احمقوں کو اتنا معلوم نہیں کہ خدا تو ہے مگر تمہاری دعائیں بھی، دعائیں ہوتیں!!"۔ یعنی تمہاری دعائیں کوئی خاص دعا نہیں وہ محض منہ کی بک بک ہی ہوتی ہے۔ "پنجابی زبان میں ایک ضرب المثل ہے جو دعا کے مضمون کو خوب ادا کرتی ہے اور وہ یہ ہے: جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا۔ یعنی جو مانگنا چاہتا ہے اس کو ضروری ہے کہ ایک موت اپنے اوپر وارد کرے اور مانگنے کا حق اسی کا ہے جو اوّل اس موت کو حاصل کرے۔ حقیقت میں اس موت کے نیچے دعا کی حقیقت ہے"۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۶/مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں۔ اس کا وعدہ ہے ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾۔ عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ دعا سے مراد دنیا کی دعا ہے۔ وہ دنیا کے کیڑے ہیں اس لئے اس سے پرے نہیں جاسکتے۔ اصل دعا دین ہی کی دعا ہے"۔

مجھے بھی ایسے بعض دوستوں سے تجربہ ہوا ہے کہ وہ ہمیشہ جب بھی دعا کرواتے تھے دنیا کے مطلب کے لئے۔ پھر جب مَیں نے ان کو سمجھایا تو پھر وہ باز آئے اور اب دین کے مطلب کے لئے دعائیں کروانے لگ گئے ہیں۔

"لیکن یہ مت سمجھو کہ ہم گنہ گار ہیں، یہ دعا کیا ہوگی اور ہماری تبدیلی کیسے ہو سکے گی، یہ غلطی ہے۔ بعض وقت انسان خطاؤں کے ساتھ ہی ان پر غالب آسکتا ہے۔ اس لئے کہ اصل فطرت میں پاکیزگی ہے۔ دیکھو پانی خواہ کیسا ہی گرم ہو لیکن جب وہ آگ پر ڈالا جاتا ہے تو وہ بہر حال آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اس لئے کہ فطرتاً برودت اس میں ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک میں یہ مادہ موجود ہے۔ وہ پاکیزگی کہیں نہیں گئی۔ اسی طرح تمہاری طبیعتوں میں خواہ کیسے ہی جذبات ہوں رو کر دعا کروگے تو اللہ تعالیٰ دور کردے گا"۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳ مورخہ ۲۴/جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "مَیں یقیناً کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کو اطمینان جب نصیب ہوا ہے تو ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ پر عمل کرنے سے ہی ہوا ہے۔ مجاہدات عجیب اکسیر ہیں"۔(الحکم جلد ۹ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰/جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۹)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر فرماتے ہیں:

"ہر ایک شے کی ایک اُمّ ہوتی ہے۔ مَیں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے جو انعامات ہیں ان کی اُمّ کیا ہے؟ خداتعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ ان کی اُمّ ﴿اُدْعُوْنِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُم﴾ ہے۔ کوئی انسان بدی سے بچ نہیں سکتا جب تک خداتعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ پس ﴿اُدْعُوْنِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُم﴾ فرما کر یہ جتلا دیا کہ عاصم وہی ہے، اسی کی طرف تم رجوع کرو"۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶۹)

پس جتنی بھی انسان میں بدیاں ہیں، بہت سی باوجود اپنی کوشش کے ٹھیک نہیں ہوسکتیں اور مڑ مڑ کر دوبارہ آتی ہیں۔ تو اس کا بھی علاج دعا ہے کہ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے بار بار یہ طلب کی جائے کہ خود وہ اپنے فضل سے ہماری بدیاں دور کر دے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بعض اوقات انسان کسی دعا میں ناکام رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے دعا رد کر دی حالانکہ خدائے تعالیٰ اس کی دعا کو سن لیتا ہے۔ اور وہ اجابت بصورت ردّ ہی ہوتی ہے۔ انسان چونکہ کوتاہ بین اور دور اندیش نہیں بلکہ ظاہر پرست ہے اس لئے اس کو مناسب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرے اور وہ بظاہر اس کے مفید مطلب نتیجہ خیز نہ ہو تو خدا پر بدظن نہ ہو کہ اس نے میری دعا نہیں سنی۔ وہ تو ہر ایک کی دعا سنتا ہے ﴿اُدْعُوْنِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُم﴾ فرماتا ہے۔ راز اور بھید یہی ہوتا ہے کہ داعی کے لئے خیر اور بھلائی ردِّ دعا ہی میں ہوتی ہے"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۳۱)

پھر فرماتے ہیں:

"یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف دہریوں کی طرح تمام امور کو اسباب طبعیہ تک محدود رکھنا نہیں چاہتا بلکہ خالص توحید پر پہنچانا چاہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے دعا کی حقیقت کو نہیں سمجھا اور نہ قضاء قدر کے تعلقات کو جو دعا کے ساتھ ہیں تدبّر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ جو لوگ دعا سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے راہ کھول دیتا ہے۔ وہ دعا کو ردّ نہیں کرتا۔ ایک طرف دعا ہے دوسری طرف قضاء و قدر۔ خدا نے ہر ایک کے لئے اپنے رنگ میں اوقات مقرر کر دیئے ہیں اور ربوبیت کے حصہ کو عبودیت میں دیا گیا ہے اور فرمایا ہے ﴿اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾"۔ یعنی ربوبیت تو اللہ تعالیٰ کی ہے مگر پہلے اپنی عبودیت کو خالص کرو۔ ﴿اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ سے یہی مراد ہے کہ تم اگر دعا کرو میں ضرور تمہاری سنوں گا۔ لیکن تم اپنا عبودیت کا حق ضرور ادا کرو۔

"........ قضا و قدر کا دعا کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے۔ دعا کے ساتھ معلق تقدیر ٹل جاتی ہے۔ جب مشکلات پیدا ہوتی ہیں تو دُعا ضرور اثر کرتی ہے۔ جو لوگ دعا سے منکر ہیں اُن کو ایک دھوکا لگا ہوا ہے۔ قرآن شریف نے دعا کے دو پہلو بیان کئے ہیں۔ ایک پہلو میں اللہ تعالیٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور دوسرے پہلو میں بندے کی مان لیتا ہے۔ ﴿وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ﴾ میں تو اپنا حق رکھ کر منوانا چاہتا ہے۔ نونِ ثقیلہ"۔ ﴿وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ﴾ ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے۔ اس کو نون ثقیلہ کہتے ہیں۔ "نون ثقیلہ سے جو اظہارِ تاکید کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ قضائے مبرم کو ظاہر کریں گے تو اس کا علاج ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾ ہی ہے۔ اور دوسرا وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کی امواج کے جوش کا ہے، وہ اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں ظاہر کیا ہے۔

پس مومن کو ان دونوں مقامات کا پورا علم ہونا چاہئے۔ صوفی کہتے ہیں کہ فقر کامل نہیں ہوتا جب تک محل اور موقعہ کی شناخت حاصل نہ ہو۔ بلکہ کہتے ہیں صوفی دعا نہیں کرتا جب تک کہ وقت کو شناخت نہ کرے۔

سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دُعا کے ساتھ شقّی (یعنی بدبخت) سعید کیا جاتا ہے بلکہ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ شَدِیْدُ الْاِخْتِفَاء اُمُوْر مُشَبَّہ بِالْمُبْرَم بھی دُور کئے جاتے ہیں"۔ یعنی اگرچہ جو مبرم ہے وہ تو نہیں ٹل سکتی۔ جو پہلے خداتعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ جو چیز کہے کہ میں ضرور کروں گا وہ ضرور کرتا ہوں۔ مگر کچھ امور مشبّہ بالمبرم ہوتے ہیں۔ بظاہر دیکھنے میں لگتا ہے کہ اب ٹلنے والے نہیں لیکن پھر بھی ٹل جاتے ہیں۔

"الغرض دعا کی اس تقسیم کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور کبھی وہ مان لیتا ہے۔ یہ معاملہ گویا دوستانہ معاملہ ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی جیسی عظیم الشان قبولیت دعاؤں کی ہے اس کے مقابل رضا اور تسلیم کے بھی آپ اعلیٰ درجہ کے مقام پر ہیں۔ چنانچہ آپؐ کے گیارہ بچے مر گئے مگر آپؐ نے کبھی سوال نہ کیا کہ کیوں؟

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۶)

ایک اور اقتباس ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا نے میری تائید اور تصدیق کے لئے ہر ایک قسم کے نشان ظاہر کئے ہیں بعض ان میں سے تو پیشگوئیاں ہیں یعنی غیب کی خبریں جن پر انسان قادر نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ تمام دنیا اتفاق کر کے اس کی نظیر پیش کرنا چاہے اور بعض ایسی دعائیں ہیں کہ وہ بدرجہ قبول پہنچ کر بذریعہ خدا کی وحی کے مَیں ان کی قبولیت سے مطلع کیا گیا۔ اور وہ دعائیں جن کا اوپر ذکر ہوا، معمولی امور کے متعلق نہیں ہیں بلکہ ایک حصہ ان میں سے ان بیماروں کی شفا کے بارے میں ہے جن کی بیماری درحقیقت شدت عوارض کی وجہ سے موت کے مشابہ تھی مگر خدا نے میری دعا سے ان کو اچھا کیا اور بعض دعائیں ان لوگوں کے متعلق ہیں جو اولاد ہونے سے نومید ہو گئے تھے مگر خدا نے میری دعا سے ان کو اولاد دی۔ اور بعض دعائیں ان مصیبت زدوں کے متعلق تھیں جو بعض مقدمات میں مبتلا ہو کر جان کے خطرہ میں پڑ گئے تھے یا ان کی عزت معرض خطر میں تھی یا مال کی تباہی ان کو برباد کرنے والی تھی ایسا ہی اور انواع و اقسام کی دعائیں قبول ہوئیں"۔ (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۲)

دعا کے صدقے ایک کتاب لکھنے کی توفیق۔ ایڈیٹر المنار قاہرہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف جو مضامین لکھے تھے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:-

"اس لئے کہ عام کے وہموں کو دُور کرنا واجباتِ وقت اور امامت کے فرائض سے ہے۔ پھر مَیں آسمان کی طرف منہ کر کے دیکھنے لگا اور دعا اور زاری سے خدا کی مدد مانگنے لگا۔ اس لئے کہ مجھے حجت کو پورا کرنے اور حق کو حق کر دکھانے اور باطل کو نابود کرنے اور رستہ کے واضح کرنے کی راہ بتائے۔ پس میرے دل میں ڈالا گیا کہ مَیں اس غرض کے لئے ایک کتاب بناؤں پھر اس کی مثل مانگوں اس ایڈیٹر سے اور ہر ایسے شخص سے جو ان شہروں سے دشمنی کی غرض سے اٹھے۔ اور مَیں خدا کی طرف پورا پورا متوجہ تھا اور زاری اور فریاد کے میدانوں میں دوڑ رہا تھا۔ آخر کار قبول کے نشان ظاہر ہوئے اور شک و شبہ کا پردہ پھٹ گیا اور مجھے اس کتاب کی تالیف کی توفیق بخشی گئی"۔ اس کتاب کا نام اَلْھُدٰی وَالتَّبْصِرَۃُ لِمَنْ یَّرٰی۔ (روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۲۶۳۔ ۲۶۴)

پھر اعجاز المسیح حضورؑ کی ایک کتاب ہے جو بہت بڑا اعجاز ہے جس کے متعلق دعا کے ذریعہ خداتعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تھی۔ فرماتے ہیں:

"میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کی کہ اس کتاب (اعجاز المسیح) کو علماء کے لئے معجزہ بنا دے اور یہ کہ کوئی ادیب اس کی مثل نہ لا سکے اور انہیں اس کے انشاء کی توفیق ہی نہ ملے۔ اور میری دعا اسی رات خداتعالیٰ کی جناب میں قبول ہو گئی اور میں نے ایک مبشر خواب دیکھی اور میرے رب نے مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا کہ مَنَعَہٗ مَانِعٌ مِنَ السَّمَآءِ یعنی جو مقابل پر آئے گا اس کو آسمانی روکوں کے ساتھ مقابلہ سے روک دیا جائے گا۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دشمن لوگ اس کی مثل نہیں لا سکیں گے اور نہ ہی اس جیسی بلاغت اور فصاحت یا حقائق و معارف کا نمونہ دکھا سکیں گے اور یہ بشارت مجھے رمضان شریف کے آخری عشرے میں ملی تھی"۔

(اعجاز المسیح صفحہ ۶۶۔۶۷، ترجمہ از عربی عبارت)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

Open your eyes to a new way of looking for your business
خصوصی پیشکش
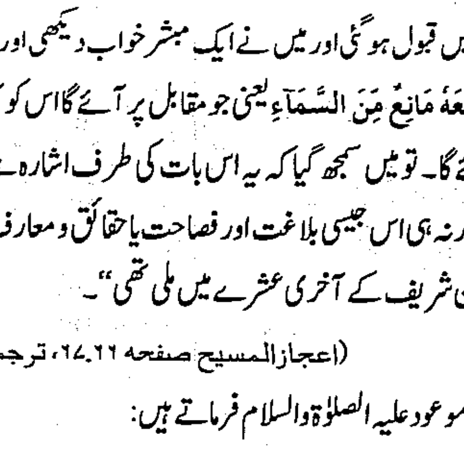
نئے رستے، نئی راہیں انٹرنیٹ کی وسیع دنیا میں اپنے بزنس کو متعارف کروانے کے لئے رابطہ فرمائیں۔
☆پروفیشنل بزنس ویب سائیٹ۔
☆پروفیشنل آن لائین شاپ۔
☆پروفیشنل ای میل۔
محمد یونس بلوچ
myBestWeb.de
Profi-Business-Homepage Profi-Online-Shops Profi-Email-Module
Entdecken Sie neue Möglichkeiten, beantworten Sie alle Ihre Fragen. M.Younas Baloch
Email: info@myBestWeb.de Tel.:+49 (0)69-78 99 58 92 Fax:+49 (0)69-78 99 58 94

"آج جو انتیس شعبان ۱۳۱۰ ہجری ہے۔ اِس مضمون کے لکھنے کے وقت خدا تعالیٰ نے دعا کے لئے دل کھول دیا۔ سو مَیں نے اِس وقت اسی طرح رقّتِ دل سے اس مقابلہ (یعنی تفسیر نویسی) میں فتح پانے کے لئے دعا کی۔ اور میرا دل کھل گیا۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ قبول ہو گئی۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ الہام جو مجھ کو میاں بٹالوی کی نسبت ہوا تھا کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَكَ "کہ مَیں اسے خود ذلیل کروں گا جو تیری تذلیل کا ارادہ کرے۔" وہ اسی موقع کے لئے ہوا تھا۔ مَیں نے اس مقابلہ کے لئے چالیس دن کا عرصہ ٹھہرا کر دعا کی ہے اور وہی عرصہ میری زبان پر جاری ہوا۔" (آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۶۰۴)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ۵؍دسمبر ۱۹۰۳ء کا ایک رؤیا تذکرہ میں یوں ہے کہ:

"ہمارے مکان کے متصل ایک بڑا چبوترہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس جگہ ایک لمبا دالان مہمانوں کے واسطے بنایا جائے۔ پھر ہم نے دعا کی کہ بن جاوے۔"

(الحکم جلد ۲۔ نمبر ۴۶-۴۷۔ بتاریخ ۱۷ و ۲۴؍ دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

اب اس زمانے میں مہمان صرف اتنے ہوا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال تھا کہ ایک لمبا دالان بنا کر اس میں مہمان پورے آجائیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ بجائے ایک دالان کے اس پلیٹ فارم پر قریباً سارا مہمان خانہ اور مدرسہ احمدیہ تعمیر ہو گیا۔ جنہوں نے قادیان دیکھا ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ کافی بڑی جگہ ہے جہاں مہمان خانہ اور مدرسہ تعمیر ہوا۔

پانچ دسمبر ۱۹۰۳ء کو حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بمقام گورداسپور اپنی جماعت کے موجود اور غیر موجود خدام کے لئے عام طور پر دعائیں کیں۔ جو موجود تھے یا جن کے نام یاد آگئے، اُن کا نام لے کر، اور کُل جماعت کے لئے عام طور پر دعا کی۔ جس پر یہ الہام ہوا: "فَبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ". (کہ مومنوں کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے)۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۱۔ بتاریخ یکم؍جنوری ۱۹۰۴ء۔ صفحہ ۲ حاشیہ)

آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ نصیحت مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں:-

"دوستو! اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقویٰ کے اَور کوئی کشتی نہیں۔ مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اس کے کوئی اِمن نہیں۔ اب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقویٰ کی راہ میں پورے زور سے کام لے کر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والوں پر اس کا غصہ تھم جاتا ہے، مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں نہ مُردوں کی لاشوں کو دیکھ کر۔ وہ خوف کرنے والوں کے سر پر سے عذاب کی پیش گوئی ٹال سکتا ہے...... سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کی طرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح اُفتاں خیزاں اُس کی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ اور اگر یہ بھی نہیں تو مُردہ کی طرح اپنے اٹھائے جانے کا ذریعہ صدقہ خیرات کے راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف و گزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے۔ ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے۔ اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ، اپنے دلوں پر سے ناپاکیوں کے زنگ دُور کرو، بے جا کینوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اس کے کہ وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بنا دے، بے قراری کی دعاؤں سے خود دیوانے بن جاؤ۔ عجب بدبخت وہ لوگ ہیں کہ جو مذہب صرف اس بات کا نام رکھتے ہیں کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دارومدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ پس اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ایسے مت بنو۔ عجب بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے نفس امارہ کی طرف ایک نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھتا اور بدبودار تعصّب سے دوسروں کو بدزبانی سے پکارتا ہے۔ پس ایسے شخص پر ہلاکت کی راہ کھلی ہے۔ سو تقویٰ سے پورا حصہ لو اور خدا ترسی کا کامل وزن اختیار کرو۔ اور دعاؤں میں لگے رہو تا تم پر رحم ہو...... دیکھو مَیں اس وقت اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اور قبل اس کے کہ تنگی کے دن آویں، مَیں نے اطلاع دیدی ہے۔" (تبلیغ رسالت۔ جلد ۱۰۔ صفحہ ۷۳ تا ۷۵)

اب کچھ باتیں مَیں احباب کو یاددہانی کے لئے کہتا ہوں۔ مَیں نے بارہا منع کیا ہے کہ دور بیٹھے ہومیو پیتھک نہیں چل سکتی۔ اس کے لئے لمبی تحقیق کرنی پڑتی ہے۔ پوری طرح اس کی بیماری کا حال پتہ ہو، اس کا مزاج پتہ ہو، بہت سی باتیں دیکھی جاتی ہیں ہومیو پیتھک میں۔ اور اس کے باوجود لوگ خطوں کے ذریعہ ہومیو پیتھک دوائیں مانگنی بند نہیں کرتے۔ پتہ نہیں وہ اپنی بات سنتے ہیں اور میری بات نہیں سنتے۔ مَیں ہزار دفعہ کہہ چکا ہوں پہلے بھی، اب پھر دہراتا ہوں کہ دُور بیٹھے ہومیو پیتھی نہیں چلا کرتی۔ اس کے لئے پوری لمبی تحقیق کرنی پڑتی ہے۔ ہر ملک میں اس کا انتظام ہے۔ یا تو یہ ہونا کہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا پڑے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک میں اس کا انتظام ہے اور امیر کو پتہ ہے کہ کون منتظم ہے اس کا۔ تو اس لئے اپنے اپنے مقام کے امراء سے، حلقہ کے امراء سے یا ملک کے امراء سے پتہ کر لیا کریں کہ یہاں کون سا اچھا ہومیو پیتھ احمدی مفت دوائی تجویز کرنے والا، بغیر کسی پیسے، بغیر کسی حرص کے جو حقیقت کو سنے اور دوا تجویز کرے وہ کون ہو سکتا ہے۔ تو جماعت کی طرف سے مقرر ہیں اور جتنا بھی ان کو علم ہے وہ کوشش کرتے ہیں اور اگر دعا بھی ساتھ ساتھ کریں تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرما لیتا ہے۔ بعض دفعہ جب کوئی دوا نہ بھی ہو تو دعا ہی کام آتی ہے۔ یہ ہمارا تجربہ ہے اس میں کوئی ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ جب کوئی اور دوا کام نہ کرے تو دعا کام کر جاتی ہے۔ دوا کا ملنا میسر نہ ہو تب بھی دعا کام کر جاتی ہے۔ آپ کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جو بچے بیمار ہو جائیں، کسی طرح ان کی صحت ٹھیک نہ ہو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دعا کے ذریعہ اور سورۃ فاتحہ کا دم کر کے ان کی طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اب دو دن کی بات ہے ہمارا ایک چھوٹا بچہ، مونا کا، وہ بہت بیمار ہو گیا۔ کسی صورت آرام نہیں آتا تھا اور روئے چلا جا رہا تھا۔ مَیں نے اس کو سورۃ فاتحہ کا دم دیا اور اپنی بیٹی سے بھی کہا کہ تم اس پر یہ دم کرو۔ وہ خدا کے فضل سے دیکھتے دیکھتے بالکل ٹھیک ہو گیا جیسے بیماری کا کوئی اثر ہی نہیں تھا۔ تو یہ تجربہ کی باتیں ہیں۔ یہ کہنے کی باتیں نہیں ہیں۔ جب دوا میسر نہ ہو یا دوا فائدہ نہ دے تو خصوصیت کے ساتھ سورۃ فاتحہ کو یاد رکھیں کیونکہ اس کا نام شفا ہے۔

دوسرے مَیں نے پچھلی عید پر یہ گزارش کی تھی کہ مجھے اس عید کے موقع پر عیدی نہ دیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا اس سے بہتر چیز دو جو تمہیں دی جاتی ہے یا اس کو ردّ کر دو۔ اب ردّ کرنے سے لوگوں کی دلشکنی ہوتی ہے۔ اور اب مجھ میں اتنی ہمت نہیں جو پہلے سالوں میں کیا کرتا تھا۔ حسب حالات لوگوں کے ہزاروں تحفے بنانے پڑتے تھے۔ تو اب مجھ میں توفیق اتنی نہیں رہی اس لئے مَیں عرض کرتا ہوں کہ کسی بہانے بھی مجھے عیدی نہ دینا۔ بعض بڑے بن کر جی ہم تو بڑی بہن ہیں اور بعض چھوٹے بچے کہ ہم اپنے ابّا کو عیدی دے رہے ہیں یہ سب بہانے ہیں۔ عیدی دینا تو منع نہیں، اپنے گھر کے بچوں کو دیں، تحفہ پیش کریں۔ یہ تو بڑی اچھی سنت ہے۔ غریبوں کو بھی عیدی دیں۔ اور اس عید کے موقع پر یاد رکھنا مَیں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں ربوہ میں بھی جماعت کی طرف سے یعنی میری طرف سے ذاتی طور پر غریبوں کی دعوت کی جاتی ہے اور ان کے لئے یہ عیدی ہے۔ اور میری نصیحت یہ تھی کہ غریبوں کے گھر جایا کریں اور اس سے ان کی عید ہو جاتی ہے۔ کوئی امیر اگر غریب کے گھر جائے تو کچھ نہ بھی لے کے جائے تو تب بھی وہ غریب پھولے نہیں سماتا۔ غریب کا دل بہت ممنون ہوتا ہے۔ لیکن اگر ساتھ تحفہ لے کر جاؤ تو پھر تو وہ بلیوں اچھلتا ہے کہ الحمد للہ ہمارے گھر کوئی آیا اور اتنا صاحب حیثیت آدمی اس نے اپنی طرف سے ہمیں کوئی تحفہ دیا۔ تو یہ بہترین عید کے منانے کا طریقہ ہوگا کہ غریبوں کے گھر میں جائیں اور آپ کو جتنی توفیق ہے ان کو اس کے تحفے ادا کریں۔

۞۞۞۞......۞۞۞۞

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

(حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جرمنی کے احباب کے لئے سنہری موقع

Microsoft Certified Professional IT Training Centre

گورنمنٹ جرمنی کا تسلیم شدہ ایجوکیشن سنٹر

Tel :0049+511+404375 & 0049+1703826764 Fax: 0049-511-4818735

E-mail: Khalid@t-online.de Ehrharstr.4 30455 Hannover

(Telekommonikationstechnik) کا جدید ترین کالج

Informatiker , IT- System-Elektroniker and other neu IT-Profession's

Arbeitsamts سے اپنے تعلیمی اخراجات دلوانے کے لئے مزید معلومات ہمارے دفتر سے حاصل کریں

Fach Informatiker, IT-System-Electroniker and other neu IT-Profession's

in only 4 weeks IHK Certificate for (MCSE+MCDBA IT-System Administrator)

For (MCSE+CCNA+CCNP IHK Certificate in 4 weeks Netzwerk Administrator)

بقیہ:درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

اپنے وجود اور اپنی تمام حقیقی، اضافی اور سلبی صفات کے لحاظ سے تخلیق واجب الوجود کی محتاج ہے۔اگر وہ نہ ہو تو عدم محض اور نفی باقی رہ جائے۔پس اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں کامل ہے اور اس کے علاوہ ہر وجود کو اسی کے اِحسان ولطف سے کمال حاصل ہوتا ہے۔پس ہر قسم کا کمال، جلال اور شرف خدا تعالیٰ کو ہی زیبا ہے اور اسی کے لئے ہے اور ہر دوسرے کا کمال مستعار ہے اور غیر اللہ کے لئے فقر، تنگدستی، نقصان اور عدم ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حسن دراصل توازن کا نام ہے اور توازن اصل میں صرف اللہ تعالیٰ میں ہے۔کسی کی آنکھ خوبصورت ہو لیکن ناک بیٹھا ہوا ہو تو اسے بھی حسین نہیں کہیں گے۔ایک داغ اسے غیر متوازن کردے گا۔تو اس پہلو سے حسن صرف اللہ تعالیٰ کے عکس سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

"جہم بن صفوان سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا مَیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کسی چیز کا نام چسپاں نہیں کرتا۔کیونکہ کسی چیز کا نام کمتر اشیاء پر لاگو ہوتا ہے جو اکثر حقیر ہیں اور درجات عالیہ سے بعید ہیں۔جب واقعۃً ایسا ہے تو قطعی طور پر ثابت ہوا کہ کسی چیز کا اسم اس چیز میں شرف، رتبہ اور عظمت شان پیدا نہیں کرتا"۔

(تفسیر کبیر رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ کے نام رکھنے کے ساتھ عبد کا لفظ لگانا چاہئے۔آنحضرتؐ کے نام بھی بہت احتیاط سے رکھنے چاہئیں۔بعض لوگ اچھے نام رکھتے ہیں لیکن اپنے ناموں پر خود اپنا دھبہ ڈال دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:"جس قسم کا عیب اور نقصان انسان میں ہو اُسی کے مقابل خدا کے نام سے دعا کرے"۔(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ نیا نکتہ آپؓ نے بیان فرمایا ہے کہ جو کمی ہو اس کے مطابق خدا سے مانگے۔کسی میں رحم کی کمی ہے وہ رحیم نام سے مانگے اس خیال سے کہ خدا مجھے رحم عطا کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:"خدا کے تمام کامل نام اسی سے مخصوص ہیں اور ان میں شرکت غیر کی جائز نہیں۔سو خدا کو انہیں ناموں سے پکارو جو بلا شرکت غیرے ہیں یعنی نہ مخلوقات ارضی وسماوی کے نام خدا کے لئے وضع کرو اور نہ خدا کے نام مخلوق چیزوں پر اطلاق کرو اور ان لوگوں سے جدا رہو جو کہ خدا کے ناموں میں شرکت غیر جائز رکھتے ہیں۔عنقریب وہ اپنے کاموں کا بدلہ پائیں گے"۔(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۲۲-۵۲۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

آیت ۱۸۲:﴿وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ﴾۔اور اُن میں سے جنہیں ہم نے پیدا کیا ایسے لوگ بھی تھے جو حق کے ساتھ (لوگوں کو) ہدایت دیتے تھے اور اُسی کے ذریعہ سے انصاف کرتے تھے۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم کا انصاف ہے کہ ہر قوم سے انصاف کرتا ہے۔فرماتا ہے پہلی قوموں میں بھی ایسے لوگ تھے جو ہدایت پر قائم تھے۔

آیت ۱۸۳:﴿وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾۔اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے نشانات کا انکار کیا ہم ضرور انہیں تدریجاً اُس جہت سے پکڑیں گے جس کا اُنہیں کوئی علم نہیں ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ کی حل لغت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ہاں تدریج پائی جاتی ہے۔اَلدَّرْجُ: کتاب یا کپڑے کی تہہ۔اور لپیٹے ہوئے مراسلہ یا کپڑے کو بھی دَرْج کہا جاتا ہے۔اور بطور استعارہ دَرْجٌ بمعنے موت بھی آجاتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس حصہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم انہیں کتاب کی طرح لپیٹ لیں گے۔اور بعض نے اس کے معنی بتدریج پکڑنے کے کئے ہیں بایں طور کہ انہیں آہستہ آہستہ جہنم کے قریب لا رہے ہیں جیسا کہ سیڑھیوں پر چڑھا یا اُترا جاتا ہے۔(مفردات امام راغب)

علامہ زمخشری لکھتے ہیں:"ہم آہستہ آہستہ انہیں ایسے امور کے قریب کردیں گے جو انہیں ہلاک کردیں گے اور ان کی سزا کو کئی چند کردیں گے"۔(تفسیر کشاف)

علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں:"﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ میں اِسْتِدْرَاجٌ، دَرَجَ سے باب اِسْتِفْعَال ہے۔جس کے معنی درجہ بدرجہ اونچا چڑھنا یا نیچے گرنا ہے اور اسی سے دَرَجَ الصَّبِیُّ کہتے ہیں جبکہ بچہ کے قدم قریب قریب پڑتے ہیں اور اَدْرَجَ الْكِتَابَ اس وقت کہتے ہیں جب اسے تھوڑا تھوڑا کر کے لپیٹا جائے۔دَرَجَ الْقَوْمُ کا محاورہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب قوم کے بعض افراد دوسرے افراد کے پیچھے فوت ہوں۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ لفظ اَلدَّرْجُ سے ماخوذ ہو جس سے یہ مراد ہے کہ کسی چیز کا حصہ بحصہ لپیٹا جانا۔چنانچہ ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ سے مراد یہ ہے کہ ہم انہیں ہلاکت والی اشیاء کے قریب کردیں گے اور ان کی سزا میں اضافہ کردیں گے ایسے طور پر کہ انہیں معلوم نہیں ہوگا کہ ان کے ساتھ کس قسم کے سلوک کا ارادہ کیا گیا ہے۔کیونکہ جب بھی وہ جرم کے مرتکب ہوتے ہیں یا گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ان پر وا کردیتا ہے اور دنیا میں ان کو نعمتوں اور برکتوں سے نوازتا ہے جس پر وہ فخر ومباہات میں بڑھ جاتے ہیں، فساد میں مصروف ہو جاتے ہیں اور سرکشی میں حد کردیتے ہیں اور درجہ بدرجہ ان پے درپے نعمتوں کے باعث گناہوں میں بڑھتے جاتے ہیں"۔(تفسیر کبیر امام رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حصہ درست نہیں ہے۔جو لوگ رفتہ رفتہ گناہوں میں بڑھتے ہیں ابتداء میں نفس لوّامہ انہیں ملامت کرتا ہے۔جب اس کی آواز بھی نہیں سنتے پھر اور آگے بڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب بہت زیادہ جرم کرلیں پھر ان کی سزا موت ہے۔ایک عورت کے متعلق آتا ہے کہ اپنے بچوں سے بہت لاڈ کرتی تھی۔بچہ چوری کرتا مگر وہ کہتی کہ میرے بچے نے تو ایسا نہیں کیا۔یہاں تک کہ وہ چوری پر دلیر ہوتا گیا اور بالآخر پکڑا گیا۔پھانسی کی سزا سے پہلے آخری خواہش کے طور پر اس نے ماں کو بلایا کہ اس کے کان میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔اس نے ماں کے کان کو کاٹ کھایا اور کہا کہ تمہارے ظاہری پیار نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے۔تو تدریج تو ہر چیز میں موجود ہے۔

آیت ۱۸۴: کے تحت حضور ایدہ اللہ نے لفظ ﴿اُمْلِیْ﴾ کی حل لغت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اَلْاِمْلَاءُ: ڈھیل دینا۔اور اسی طرح طویل زمانہ کو "مَلَاوَةٌ مِّنَ الدَّهْرِ وَ مَلِیٌّ مِّنَ الدَّهْرِ" کہا جاتا ہے۔فرمایا "وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا"۔اور تَمَلَّیْتَ دَهْرًا کا معنی ہے اَبْقَیْتَ یعنی تیری عمر دراز ہو۔تَمَلَّیْتُ الثَّوْبَ کا مطلب ہے کہ مَیں نے کپڑے سے خوب فائدہ اٹھایا اور لمبے عرصہ تک اسے استعمال کیا۔ارشاد باری تعالیٰ:﴿وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ﴾ میں ﴿اُمْلِیْ﴾ کے معنی مہلت دینے کے ہیں۔(مفردات امام راغب)۔

اور ﴿مَتِیْنٌ﴾ کے تحت بتایا کہ اَلْمَتْنَانِ پیٹھ کے دونوں حصے جو ریڑھ کی ہڈی کے دائیں بائیں ہوتے ہیں۔استعارہ کے طور پر سخت زمین کو اَلْمَتِیْنُ کہتے ہیں۔مَتُنَ اس کی پشت مضبوط ہوگئی اور مضبوط پشت والے شخص کو مَتِیْنٌ کہتے ہیں اور اسی سے مضبوط رسی کو حَبْلٌ مَتِیْنٌ کہتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ﴾۔(مفردات امام راغب)

امام رازی نے لکھا ہے کہ "﴿وَاُمْلِیْ لَهُمْ﴾ کا معنی ہے کہ مَیں انہیں ڈھیل دوں گا اور ان کی عمروں کا عرصہ لمبا کروں گا تاکہ وہ گناہوں میں بڑھتے چلے جائیں۔اور مَیں گناہ کی سزا دینے میں جلدی نہیں کروں گا تاکہ وہ توبہ اور انابت سے گناہ کا قلع قمع کریں۔ارشاد الٰہی ﴿اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ﴾ کے بارہ میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس سے مراد ہے میرا مکر بڑا سخت ہے۔ہر چیز کے مضبوط ترین حصہ کو اَلْمَتِیْنُ کہتے ہیں"۔(تفسیر کبیر امام رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں دونوں باتیں بیان کردی ہیں۔اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک کشف ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک رقاصہ ہے جس کے ہاتھ میں گویا شراب کا گلاس ہے اس میں تھوڑا سا پانی ہے۔وہ رقص کرتی چلی جاتی ہے اور کہتی ہے ﴿وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ﴾ اور وہ پیالہ بھرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ چھلک جاتا ہے۔آپ نے اس کی یہی تعبیر کی کہ جرم کرنے والے کی ایک حد ہوتی ہے۔اس کی ایک استطاعت ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔اس دوران اسے توبہ کی توفیق نہ ملے تو پھر وہ اپنے آخری مقام پر پہنچ کر پکڑا جاتا ہے۔

آیت ۱۸۵:﴿اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ﴾۔کیا انہوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی کو کوئی جنون نہیں۔وہ تو محض ایک کھلا کھلا ڈرانے والا ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں:"درحقیقت اہل مکہ میں سے بعض جاہل لوگ دو وجہ سے حضرت رسول اکرم ﷺ کو مجنون قرار دیتے تھے۔پہلی یہ کہ آپ کا فعل ان کے افعال کے مخالف تھا۔کیونکہ حضور ﷺ آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے دنیا سے اعراض برتتے تھے اور ہمیشہ دعوت الی اللہ میں مصروف رہتے اور یہ عمل ان کے طریق سے مختلف تھا۔پس آپ کو مجنون گردانتے تھے۔

دوسری یہ کہ حضرت رسول اکرم ﷺ پر نزولِ وحی کے وقت عجیب حالت طاری ہوتی، آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور رنگ زرد پڑ جاتا۔اور ایسی حالت ہو جاتی جو غشی کے مشابہ ہوتی اور جاہل لوگ کہا کرتے کہ آپ کو جنون ہو گیا ہے۔پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا کہ آپ کو کسی قسم کا کوئی جنون لاحق نہیں ہے۔اس وجہ سے کہ حضور ﷺ تو اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے تھے اور دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے بات کرتے تھے اور ایسے فصیح الفاظ استعمال کرتے تھے کہ اس فصاحت کے مقابلہ میں سابقین اور متأخرین عاجز آگئے۔پھر آپ اچھے اخلاق سے متصف تھے۔عمدہ سلوک کرنے والے، پاکیزہ سیرت اور پسندیدہ اعمال کے مالک، حسنات پر مداومت اختیار کرنے والے تھے۔اور ان ساری صفات کی وجہ سے آپ تمام جہانوں کے دانشمندوں کے لئے کامل نمونہ ہوگئے۔اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ اس قسم کے انسان کو مجنون قرار دینا محال ہے۔جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ظاہر ہوا کہ دین کی طرف دعوت دینے کی سعی صرف اس لئے ہے

کہ آپ نذیرٌ مبینٌ یعنی کھلے کھلے ہوشیار کرنے والے تھے۔" (تفسیر کبیر رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مستشرقین نے ان روایتوں سے یہ استنباط کرنے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرتؐ کو مرگی کا دورہ ہوتا تھا۔ اور یہی الزام حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفوں نے آپؑ پر بھی لگایا۔ حالانکہ یہ مرگی کا بنیادی اصول نہیں سمجھتے کہ جوش کے وقت مرگی کا دورہ بڑھ جایا کرتا ہے۔ آنحضرتؐ کی زندگی میں ایک بھی ایسا موقعہ نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی بعض دفعہ کمزوری ہو جایا کرتی تھی مگر خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے کسی دشمن کے اعتراض کی بات کرو مَیں اس کا جواب دینا شروع کروں گا تو ساری کمزوری دور ہو جائے گی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مرگی کی کوئی علامات بھی آنحضرت ﷺ یا مسیح موعود علیہ السلام میں نہیں تھیں۔

آیت ۱۸۶: ﴿اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِاقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ. فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ﴾۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت میں اور ہر چیز میں جو اللہ نے پیدا کی ہے کبھی تدبّر نہیں کیا (اور اس بات پر بھی) کہ ممکن ہے کہ اُن کی مقررہ مدت قریب آچکی ہو۔ تو اس کے بعد پھر وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے۔

علامہ فخر الدین رازیؔ لکھتے ہیں: "جان لیجئے کہ یہ آیت کثیر مطالب پر دلالت کرتی ہے۔ پہلا مطلب: تقلید جائز نہیں البتہ غور و فکر اور استدلال ضروری ہے۔ ﴿اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا﴾ کا قول اسی امر کے لئے دلیل ہے۔ دوسرا مطلب: نبوت کا معاملہ توحید کی شاخ ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ﴿اِنْ ھُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ﴾ فرمایا پھر اس کے بعد توحید پر دلالت کرنے والی آیت آئی۔ اگر ایسا معاملہ نہ ہوتا تو اس اسلوب میں کلام کی ضرورت نہ تھی۔ تیسرا مطلب: الجبائیؔ اور القاضیؔ نے ارشاد الٰہی ﴿فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ﴾ سے یہ موٴقف اختیار کیا کہ قرآن کریم قدیم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ حدیث قدیم کی ضد ہے اور ویسے بھی لفظ حدیث عموماً یہ مفہوم دیتا ہے کہ یہ عنقریب وقوع پذیر ہوئی ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے "اِنَّ ھٰذَا الشَّیْءَ حَدِیْثٌ، وَلَیْسَ بِعَتِیْقٍ" کہ یہ نئی چیز ہے اور پرانی نہیں ہے۔ پس اہل لغت حدیث کو عتیق کی ضد قرار دیتے ہیں جس کے وجود پر لمبا عرصہ گزرا ہو"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط تفسیر ہے اور غلط معنے لئے جا رہے ہیں۔ قرآن کریم حادث نہیں ہے بلکہ اس کا مضمون ہمیشہ سے ہے۔ قرآن مجید کو پیدا کرنے کا سارے قرآن میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس آیت کا اصل مفہوم تو یہ ہے کہ ﴿فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْن﴾ اللہ کا بعد تو ہوتا ہی نہیں۔ بعد کا ایک مفہوم خلاف کا ہے اس سے "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" کا مضمون حل ہو جاتا ہے۔ دراصل مراد ہے کہ مجھے چھوڑ کر، مجھ سے الگ ہو کر کوئی نبی اور رسول نہیں ہے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے کسی کو کہا کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ نہ کہو، اس سے لوگ غلطی میں پڑیں گے۔ خَاتَمَ النَّبِیّٖن کہا کرو۔ آپؓ سمجھتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نبی مبعوث فرما سکتا ہے جو آپ کا مخالف نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی دفعہ ملفوظات میں اور تحریروں میں اس کا ذکر کیا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر اور آنحضرتؐ کو چھوڑ کر جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔

آیت ۱۸۷: ﴿مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَیَذَرُھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ﴾۔ جسے اللہ گمراہ ٹھہرائے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور وہ انہیں اپنی سرکشیوں میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ﴾ جس کو اللہ بہکادے، اسے کوئی نہیں راہ دینے والا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۵)۔

﴿مَنْ یُّضْلِلِ﴾: یہ نتیجہ ہے انسان کی اپنی اختیار کردہ ضلالت کا۔ دو خط جب زاویہ پیدا کریں گے تو جوں جوں بڑھیں گے فاصلہ بھی بڑھتا جاوے گا"۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

آیت ۱۸۸: ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا...........الخ﴾۔ وہ تجھ سے قیامت سے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب اُسے بپا ہونا ہے۔ تُو کہہ دے کہ اس کا علم صرف میرے ربّ کے پاس ہے۔ اسے اپنے وقت پر کوئی ظاہر نہیں کرے گا مگر وہی۔ وہ آسمانوں اور زمین پر بھاری ہے۔ وہ تم پر نہیں آئے گی مگر دفعۃً۔ وہ (اس کے بارہ میں) تجھ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ تُو اس کے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔ تُو کہہ دے کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿مُرْسٰھَا﴾ کی حل لغات میں بتایا کہ رَسَا الشَّیْءُ: ثَبَتَ کوئی چیز کسی جگہ جم کر ٹھہری۔ اَرْسٰی کے معنی ٹھہرانے اور لنگر انداز کرنے کے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے ﴿وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ. وَالْجِبَالَ اَرْسٰھَا. بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَ مُرْسٰھَا﴾۔ مُرْسٰی: مصدر۔ ظرف زمان۔ ظرف مکان اور اسم مفعول کے معنی رکھتا ہے۔ یعنی لنگر انداز ہونا، لنگر انداز ہونے کا وقت یا جگہ اور وہ چیز جو ٹھہر گئی اور لنگر انداز ہوئی۔ (مفردات امام راغب)

اسی طرح ﴿حَفِیٌّ﴾ کے تحت بتایا کہ اَلْاِحْفَاءُ کسی چیز کے مانگنے میں اصرار یا کسی کی حالت دریافت کرنے کے لئے بحث اور کاوش میں لگے رہنا جیسے کہتے ہیں اَحْفَیْتُ فُلَانًا فِی السُّؤَالِ۔ اَحْفَیْتُ الدَّآبَّۃَ میں نے سواری کے جانور کو زیادہ چلا کر اس کے سم گھسا دیئے۔ حَفِیَ حَفًا وَ حَفْوَۃً زیادہ چلنے سے پاؤں چھل جانا۔ اَلْحَفِیُّ نیکوکار اور نہایت مہربان۔ قرآن کریم میں ہے اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا۔

اَحْفَیْتُ بِفُلَانٍ وَ تَحَفَّیْتُ بِہٖ کا مطلب ہے کہ مَیں نے اس کے اعزاز و اکرام بجالانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اَلْحَفِیُّ کسی چیز کو اچھی طرح جاننے والا۔ (مفردات امام راغب)

حدیث نبوی ہے۔ ابوزبیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جابر بن عبد اللہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مَیں نے نبی کریم ﷺ کو ان کے وصال سے ایک ماہ قبل یہ فرماتے ہوئے سنا: تم مجھ سے قیامت کے بارہ میں سوال کرتے ہو جب کہ اس کا علم صرف خدا تعالیٰ ہی کو ہے۔ اور مَیں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زمین پر کوئی بھی سانس لینے والا نفس نہیں ہے جس پر (آج کے بعد) ایک سو سال گزر جائے۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہؓ۔ باب قولہ ﷺ لا تاتی مائۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قیامت تو ہر شخص کی اپنی اپنی ہے۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس پر قیامت گزر جاتی ہے۔

علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں: "ارشاد باری تعالیٰ ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا﴾ قیامت کے قائم ہونے کے وقت کے بارہ میں سوال ہے اور دوسرا قول ﴿یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا﴾ قیامت کے بوجھ اور شدت اور ہیبت کی حقیقت معلوم کرنے کے ضمن میں سوال ہے۔ اس لئے تکرار لازم نہیں آتا۔

پہلے سوال کا جواب دیا ﴿اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ﴾ کہ اس کا علم صرف میرے رب کے پاس ہے۔

دوسرے سوال کا جواب اس طرح دیا ﴿اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ﴾ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلا سوال وقوعِ قیامت کے وقت کے بارہ میں تھا جبکہ دوسرا سوال اس کی شدت و ہیبت کی مقدار کے ضمن میں تھا۔ اسماء الٰہی میں ہیبت اور عظمت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نام وہ ہے جو شدت قیامت کی مقدار کی بابت سوال میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ، وہ اسم ہے جو انتہائی ہیبت ظاہر کرتا ہے اور وہ ہمارے قول کے مطابق اسم اللہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو ﴿وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ پر ختم فرمایا"۔ (تفسیر کبیر رازی)

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا.......... الخ﴾۔ علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ﴾ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ہی صرف اس وقت کو جانتا ہے جس میں قیامت قائم ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ اور اسی طرح فرمایا اِنَّ السَّاعَۃَ آتِیَۃٌ لَا رَیْبَ فِیْھَا۔ اسی طرح ارشاد الٰہی ہے اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخْفِیْھَا۔ جب رسول کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ گھڑی کب آئے گی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس سے سوال کیا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ محققین کہتے ہیں کہ قیامت کو بندوں سے چھپانے کا سبب یہ ہے کہ جب وہ نہیں جانتے کہ کب واقع ہوگی تو وہ اس سے ڈرتے رہیں گے"۔

(تفسیر کبیر رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حسن ظنی ہے۔ ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے مگر کہاں انسان اس وجہ سے توبہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قیامت کب آئے گی وغیرہ یہ سب امور ایسے ہیں جن کا اگلی سورۃ سے ایک تعلق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "قیامت کی نشانیوں کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) امارات صغریٰ۔ (۲) امارات کبریٰ۔ امارات صغریٰ کبھی کبھی اپنی ظاہری صورت پر بھی ظاہر ہو جاتی ہیں اور کبھی ان کا ظہور استعارات کے لباس میں ہوتا ہے۔ لیکن امارات کبریٰ کبھی بھی ظاہری صورت میں ظاہر نہیں ہوتیں ان کے بارہ میں ضروری ہے کہ وہ استعارات اور مجازات کے رنگ میں ظاہر ہوں اور اس میں بھید یہ ہے کہ قیامت کا اچانک آنا مقدر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا. قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ......الخ﴾"۔ (حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۳۰۲،۳۰۳)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں سوال پیش ہوا کہ جو لوگ لڑائیوں میں جاتے ہیں اور وہاں قتل کرتے ہیں کیا وہ قتل ان کا گناہ ہے یا نہیں؟ فرمایا: مَیں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس نے اچھا کیا یا برا کیا"۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۷/نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو بات مَیں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ دراصل سورۃ الاعراف کا سورۃ الانفال سے ایک تعلق ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ مرکزی تعلق اس آیت کے اندر موجود ہے۔ وہ قیامت

کے متعلق پوچھتے ہیں اور قیامت کا ایک مطلب ہے کہ ان کو اپنے کرموں کی سزا ملنے والی ہے۔ پس اس سے اگلی سورۃ 'الانفال' میں اسی قیامت کا ذکر ہے کہ کس طرح مشرکین مکہ پر قیامت ٹوٹے گی اور مخالفین تہس نہس ہونگے۔ یہ نکتہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا ہے۔ باقی مفسرین نے جو تعلقات سورتوں کے سورتوں کے ساتھ ظاہر کئے ہیں وہ اپنی جگہ درست ہوں گے لیکن ایک یہ بھی تعلق ہے۔ دوسرے قیامت کہتے ہیں تبدیلی کو۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ۔ آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کو ملاتے ہوئے فرمایا کہ مَیں اور قیامت اس طرح ملے ہوئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ اسی وقت قیامت آ گئی۔ مگر ایک قیامت آئی جسے لوگوں نے دیکھا نہیں۔ وہ یہ کہ صدیوں کے مردے زندہ ہو گئے اور بہت سے جو زندہ سمجھے جاتے تھے وہ مر گئے۔ تو ایک عجیب انقلاب بپا ہوا۔ اگلی سورۃ الانفال میں اسی قسم کی قیامت کا ذکر ہے۔ تو قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ وہ تو آنے والی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ یہ مضمون بیان فرمارہے تھے کہ درس کا وقت ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی آج کی علم و عرفان کی یہ پاکیزہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔

(مرتبہ: ابولبیب)

صفت رحمانیت کے مظہر اور بلامعاوضہ خدمت کے ادارے

ربوہ میں ہومیو پیتھی مفت علاج کے مراکز

یوسف سہیل شوق

ہومیو پیتھی طریقہ علاج اس قدر سستا ہے کہ معمولی اخراجات سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مریضوں کا علاج کیا جاسکتا ہے اور اگر یہ معمولی اخراجات میسر ہوں تو ہومیو پیتھی علاج مفت بھی کیا جاسکتا ہے۔

ربوہ میں مفت علاج کے آغاز کے ذریعہ خدمت خلق کے عظیم کام کا سہرا ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے سر ہے۔ آپ نے سب سے پہلے اپنے گھر میں اور پھر صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ کے گھر اور پھر دفتر وقف جدید میں یہ سلسلہ جاری کیا آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں مریضوں کو شفا پہنچانے کا ذریعہ ہے۔

فضلِ عمر فری ہومیو ڈسپنسری

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے یہ ڈسپنسری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے قائم کی۔ سن ساٹھ کی دہائی میں یہ ڈسپنسری قائم ہوئی۔ حضور کے ساتھ کام کرنے والوں میں سب سے پہلے صوبیدار شرافت صاحب تھے جو وفات پاچکے ہیں۔ اس کے بعد مکرم صوفی عبدالغفور صاحب، مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب اور اب لمبے عرصہ سے مکرم منظور احمد سعید صاحب کارکن وقف جدید یہ اہم خدمت انجام دے رہے ہیں۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے مسند خلافت پر فائز ہونے کے بعد مکرم ڈاکٹر عبد الباری صاحب کے سپرد یہ ڈسپنسری ہوئی ان کے معاون ڈسپنسر مکرم منظور احمد سعید صاحب ہیں جو حضور کے ساتھ بھی کام کرچکے ہیں اور ہومیو ادویہ دینے کا لمبا تجربہ رکھتے ہیں۔ یہ کلینک صبح ۸ بجے تا ۱۱ بجے تک اور شام کو مغرب سے ایک گھنٹہ پہلے کھلتا ہے۔ ضرورت مند خواتین واحباب یہاں سے مفت دوا حاصل کرتے ہیں۔

مکرم منظور احمد صاحب نے بتایا کہ روزانہ کی اوسط قریباً پونے دوسو مریض ہے۔ سو کے لگ بھگ صبح کے وقت اور 75 کے لگ بھگ شام کے وقت آتے ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے یہ ربوہ میں فری ہومیو پیتھی علاج کا سب سے پہلا مرکز ہے۔

طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ نے وقف جدید کے تحت ہومیو پیتھی کے جس مفت علاج کا آغاز کیا تھا وہ آج طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی صورت میں ڈھل رہا ہے۔ اس کے سربراہ ڈاکٹر وقار صاحب واقف زندگی ہیں۔ اس ادارہ کی باقاعدہ عمارت زیر تکمیل ہے۔ سردست مسجد الصادق دار لعلوم غربی میں ہی یہ کلینک جاری ہے۔ چنانچہ اب ڈاکٹر صاحب موصوف روزانہ مسجد الصادق میں مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ اس کلینک کا انتظام وانصرام مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے ذمہ ہے۔

طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے تین اہم شعبے ہیں۔

(۱) مریضوں کا علاج۔ (۲) ڈاکٹروں کی ٹریننگ۔ (۳) ریسرچ

مریضوں کا علاج:

مسجد الصادق دار لعلوم غربی ربوہ میں 8 تا 12 بجے مکرم ڈاکٹر وقار منظور صاحب خود مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کی تین شاخیں ہیں جو طاہر آباد اور رحمت بازار اور بیوت الحمد میں قائم ہیں۔ ان چاروں کلینکس کی ماہانہ رپورٹیں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجواتی ہے۔

محض خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے اس ہسپتال کو غیر معمولی قبولیت عامہ کا درجہ حاصل ہوا ہے۔ نہ صرف اندرون ملک سے بلکہ بیرون از پاکستان سے مریض علاج کیلئے یہاں آتے ہیں۔ ایسی بھی مثالیں موجود ہیں کہ بعض ایسے افراد جن کو مغربی دنیا کی مغربی سائنس نے لاعلاج قرار دے دیا تھا وہ طاہر ہسپتال کی شہرت سن کر ہزاروں روپے کرایہ خرچ کرکے ربوہ آئے اور علاج کروایا اور محض اللہ کے فضل سے شفا پائی۔ جولائی ۲۰۰۱ء کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ بیرون از پاکستان جرمنی، ہالینڈ، نائیجیریا، کینیڈا، اور ناروے وغیرہ سے مریض آئے۔ اس کے علاوہ بیرون از ربوہ سے جولائی کے ہی مہینے میں ۱۱۵ مقامات سے ۲۷۶۳ مریض آئے۔ اندرون اور بیرون ربوہ ملا کر ہر ماہ اوسطاً سات ہزار مریض اس ادارے سے مفت علاج کرواتے ہیں۔ مسجد الصادق کے کلینک میں روزانہ مریضوں کی اوسط سوادوسو کے قریب ہے۔

ڈاکٹروں کی ٹریننگ:

طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال میں بہت سے ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کی ٹریننگ کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ یہ سلسلہ ۱۹۹۴ء کے آخر اور ۱۹۹۵ء کے شروع سے جاری ہے اور اس چھ سال کے عرصے میں بہت سے ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کو تربیت دی گئی ہے۔ ان میں بہت سے مربیان سلسلہ ہیں جو محض اپنے شوق اور دعوت الی اللہ کو کامیاب بنانے کے ذریعہ کے طور پر ہومیو پیتھی کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ ان مربیان میں سے جو بیرون ملک تشریف لے گئے انہوں نے وہاں پر غیر معمولی خدمات انجام دی ہیں مثال کے طور پر امریکہ میں مکرم ظفر اللہ ہنجرا صاحب، گھانا میں مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب اور گھانا ہی میں مکرم سلیم محمود صاحب قابل ذکر ہیں۔

بعض اہم اقدامات:

طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال میں یہ طریق اختیار کیا گیا ہے کہ صبح سے ایک ٹیم مریضوں کے کیسز ریکارڈ کرنے کا کام شروع کردیتی ہے۔ اس ٹیم میں مرد اور خواتین ہومیو ڈاکٹرز شامل ہیں۔ یہ مریضوں کی تمام علامات نوٹ کرتے ہیں۔ اس طرح سے مریض کا ریکارڈ محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ ریکارڈ لے کر مریض ڈاکٹر وقار صاحب کے سامنے آتا ہے تو ان کو بہت سہولت ہو جاتی ہے۔ یہ ریکارڈ شہروں اور ربوہ کے محلوں کے اعتبار سے کلاسیفائی (Classify) کردیا جاتا ہے۔ اب آنے والا مریض اگر سابقہ نسخے نہ بھی سنبھال سکے تو اپنا نام اور علاقہ بتادے تو اس کا سابقہ ریکارڈ نکال لیا جاتا ہے۔

بیرون ملک کے مریضوں سے درخواست

بیروں ملک سے جو مریض خطوط اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ محض اپنی بیماری کا نام بیان کرنے تک محدود نہ رہیں بلکہ تفصیلی علامات سے بھی آگاہ کریں اس طرح بہتر دوائی تجویز کرنا ممکن ہو جائے گا۔ اگرچہ سب سے بہتر طریق تو یہی ہوتا ہے کہ خود آئیں اس کا کوئی متبادل نہیں۔ تاہم اگر کوئی بہت دور ہے تو اسے چاہئے کہ ایک دفعہ دوائی لے جانے کے بعد دو تین دفعہ خط سے دوائی حاصل کرے اور پھر اگر آرام نہ آئے تو خود آجائیں۔ طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال سے دوردراز کے مریضوں کو کورئر سروس (Courier Service) کے ذریعے دوا بھجوائی جاتی ہے۔

ریسرچ اور نئی ادویہ کا تعارف:

طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال کا ایک اہم کام ہومیو ریسرچ بھی ہے۔ اس کے نتیجے میں کئی بالکل نئی دوائیں متعارف کروائی گئی ہیں نئی ادویہ کی پروونگ (Proving) کی جاتی ہے اس شعبہ میں راہنمائی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ہومیو لیکچرز کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ ان لیکچرز کی اصل کیسٹیں حاصل کرکے جہاں جہاں حضور ایدہ اللہ نے احمدی ہومیو پیتھوں کو تحقیق کرنے کی ہدایات عطا فرمائی ہیں ان کی فہرست بنائی گئی ہے۔ ارادہ ہے کہ اس کو ایک کتابچے کی شکل میں بھی شائع کردیا جائے تاکہ حضور ایدہ اللہ کے فرمودہ تحقیق طلب امور کھل کر سامنے آجائیں۔ اس شعبے نے ایک کمپیوٹر پروگرام بھی بنوالیا ہے جس سے ڈاکٹروں کو مریضوں کا ریکارڈ رکھنے اور ان کیسوں میں سے علامات منتخب کرکے انڈیکس یا Repertory بنانے میں بڑی سہولت رہے گی۔

ریسرچ کے شعبے میں جو نئی ہومیو ادویہ متعارف کروائی گئی ہیں وہ ذیل میں درج ہیں۔

(۱) Calculiboli

حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں جب اس دوائی کی اطلاع بھجوائی گئی تو حضور ایدہ اللہ نے اس پر خوشنودی کا اظہار کیا اور اس کی کامیابی کی دعا کی۔ حضور کی دعا کا یہ نتیجہ ہے کہ اس دوا نے پتہ کی پتھری میں حیران کن فائدے پہنچائے ہیں۔ اور بہت سے مریضوں کی پتھری بفضل تعالیٰ بالکل ختم ہو گئی۔

(۲) Psoralea Corylifolia

اس دوا نے سالہا سال پرانے سورائسز اور دیگر جلدی تکلیفوں کے بعض مریضوں کو بفضلہ تعالیٰ حیران کن فائدہ پہنچایا ہے۔ اور ان کی بیماری خدا کے فضل سے زائل ہو گئی ہے۔

اس کے علاوہ شہد، زیتون اور دیگر ادویات پر تحقیق اور تجربات جاری ہیں۔

نور ہومیو پیتھک کلینک نصیر آباد

محترم ڈاکٹر وقار صاحب نے اپنے ساتھ شاگردوں کا ایک اہم حلقہ بھی قائم کردیا ہے جو ربوہ

شہر کے مختلف علاقوں میں فری ہومیوپیتھی کلینک چلا رہے ہیں۔ ربوہ کے مضافاتی علاقے نصیر آباد میں قائم اس کلینک میں آجکل مکرم ڈاکٹر لئیق احمد صاحب ہفتے میں تین دن مریضوں کو دیکھتے ہیں۔

ناصر ہومیوپیتھک کلینک

یہ فری ہومیوپیتھک کلینک رحمت بازار کی مسجد النصر میں قائم ہے مکرم ملک داؤد احمد صاحب مربی سلسلہ مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ یہ مرکز اگست ستمبر ۱۹۹۷ء میں شروع ہوا۔ یہ بھی طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال کے زیر انتظام خدمات بجالا رہا ہے۔ لیڈی ڈاکٹر مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ بھی یہاں خدمات بجالا رہی ہیں۔

بیوت الحمد فری ڈسپنسری

بیوت الحمد سوسائٹی کے زیر انتظام قائم شدہ اس فری ہومیوپیتھک کلینک میں مکرم ڈاکٹر وسیم احمد مہار صاحب مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ جملہ انتظام و اخراجات بیوت الحمد سوسائٹی کے سپرد ہیں اور ڈاکٹر مہیا کرنا طاہر ہومیوپیتھک ہسپتال کی ذمہ داری ہے۔

مسجد الصادق کلینک

مسجد الصادق میں صبح کے وقت تو مکرم ڈاکٹر وقار صاحب مریض دیکھتے ہیں لیکن شام کو عصر تا مغرب بھی یہ کلینک کام کرتا ہے اور مکرم ڈاکٹر وقار صاحب کے شاگرد مکرم ڈاکٹر مقبول احمد ظفر صاحب استاد جامعہ احمدیہ مریضوں کو دیکھتے ہیں۔

عائشہ میموریل فری ہومیو کلینک

"عائشہ میموریل فری ہومیو کلینک" الحمد مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ کا باقاعدہ آغاز آج سے تین سال قبل مورخہ ۲۳؍اگست ۱۹۹۸ء کو کیا گیا تھا۔ یہ کلینک ایک بزرگ خاتون محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی طرف سے صدقہ جاریہ کے طور پر ان کے بچوں نے شروع کیا تھا۔

ابتداء میں محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی بیٹی ہومیو ڈاکٹر عامرہ عطیہ صاحبہ لجنہ اور فضل عمر ہسپتال کے ہومیو کلینکس کے ساتھ ساتھ شام کے وقت اس کلینک میں خدمات انجام دیتی رہیں۔ اب کچھ عرصہ سے بعض دوسری کوالیفائیڈ ڈاکٹرز مریضوں کو دیکھ رہی ہیں۔ ساتھ ساتھ بہت سی ناصرات اور لجنہ باری باری رضاکارانہ خدمات انجام دیتی ہیں۔ ہر مریض کے مکمل کوائف اور تجویز کردہ نسخہ کی تفصیل کا مکمل ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ ہومیو پیتھی سے متعلقہ کتب و رسائل کی مختصر لائبریری بھی کلینک کے ساتھ قائم کی گئی ہے۔

خدا تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ اس کلینک کو ابتداء ہی سے نیک نامی اور کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ بکثرت مریضوں نے اپنی پرانی تکلیف سے شفا پائی اور پھر اپنی خوشی اور دعا کا اظہار کیا۔ صرف ربوہ ہی سے نہیں بلکہ بعض دور دراز کے شہروں اور دیہات سے بھی خواتین علاج کے لئے تشریف لاتی ہیں۔ بعض خواتین نے بتایا کہ انہیں خواب میں کسی نے کہا کہ عائشہ کلینک سے علاج کرواؤ اس لئے ہم بڑی امید کے ساتھ یہاں آئی ہیں۔

یہ محض اور محض خداتعالیٰ کا فضل اور ایک بے لوث جذبۂ خدمت کی قبولیت کی برکت ہے۔

اس کلینک سے گزشتہ تین سال کے عرصہ میں کل ۳۶۷۷۴ مریض استفادہ کر چکے ہیں۔ ان میں ۲۳۹۴۴ خواتین، ۸۲۲۸ بچے اور ۴۲۷۶ مرد مریض شامل ہیں۔ اس طرح اوسطاً روزانہ چالیس نئے مریض استفادہ کرتے ہیں اور بعض دنوں میں یہ تعداد ایک سو سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ اگرچہ بنیادی طور پر یہ کلینک خواتین اور بچوں کے لئے ہے مگر خواتین علامات بتا کر مردوں کے لئے بھی دوا حاصل کرنا چاہیں تو اس کا انتظام موجود ہے۔

عائشہ کلینک جمعہ کے علاوہ روزانہ شام ۵ بجے سے ۸ بجے تک کھلتا ہے جہاں خواتین کیلئے حفاظت اور پردہ کا مکمل اہتمام موجود ہے۔ جب کہ ایمرجنسی کی صورت میں دن رات کسی بھی وقت دوائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ خواتین سے درخواست ہے کہ وہ ہر قسم کے امراض کیلئے ماہرانہ مشورہ اور بلامعاوضہ ادویات کیلئے حسب ضرورت اس کلینک سے استفادہ فرمائیں۔

فری ہومیوپیتھک کلینک
لجنہ اماء اللہ ربوہ

محترمہ صاحبزادی امتہ السبوح صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ کی مرسلہ رپورٹ درج ذیل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق کہ "اگر ذیلی تنظیمیں مقامی طور پر ہومیوپیتھک ڈسپنسریوں کا قیام کریں تو مرکزی ڈاک کا بوجھ کم ہو جائے گا۔" خدا کے فضل سے لجنہ اماء اللہ ربوہ کو فری ہومیوپیتھک کلینک قائم کرنے کی توفیق ملی۔

اس کلینک کا افتتاح ۳۰؍دسمبر ۱۹۹۶ء کو حضرت چھوٹی آپا مریم صدیقہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بابرکت ہاتھوں سے ہوا۔ یکم جنوری ۱۹۹۷ء کو باقاعدہ کلینک کا آغاز حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کیا جو کہ اس وقت صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ کے فرائض انجام دے رہی تھیں۔ آپ اس کلینک کی نگران اعلیٰ ہیں۔

الحمد للہ اس فری کلینک کو قائم ہوئے تقریباً پانچ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ خدا کے فضل سے یہ کلینک جمعۃ المبارک یا جماعتی چھٹی کے علاوہ باقاعدگی سے کھلتا ہے۔ آج کل اس کے اوقات کار صبح ۹ بجے تا ۱۲ بجے ہیں۔ انٹری رجسٹر پر باقاعدہ ہر مریض کا نام اور ایڈریس درج کیا جاتا ہے تاکہ پرچی گم ہونے یا بوقت ضرورت مریض سے رابطہ کیا جاسکے۔

ابتدا میں ۱۵ سے ۲۰ مریض اب بفضل تعالیٰ ۶۰ تا ۷۰ مریض روزانہ دیکھے جاتے ہیں۔ جمعرات کو حضرت آپا جان طاہر صدیقہ صاحبہ مریضوں کا معائنہ کرتی اور ادویات تجویز کرتی ہیں۔ ایسے مریض جن کے ضروری ٹسٹ کی ضرورت ہو انہیں فضل عمر ہسپتال ربوہ ریفر کرتی ہیں۔ ۱۰ سے ۱۵ کارکنات طوعی طور پر بلامعاوضہ خدمت انجام دے رہی ہیں۔ جن میں ۳ ڈاکٹرز D. H. M. S. O. کام کر رہی ہیں۔ سبھی ایمانداری، شوق اور خلوص دل سے کام کر رہی ہیں۔ مکرمہ نعیمہ سعید صاحبہ اہلیہ ملک سعید احمد مربی سلسلہ انچارج کلینک ہیں۔ اس کلینک کے تمام اخراجات ممبرات لجنہ ربوہ مقامی طوعی طور پر برداشت کرتی ہیں۔

ربوہ کے مریضوں کے علاوہ پاکستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں نیز ربوہ کے اردگرد کے مضافات سے احمدی اور غیر از جماعت مریض بھی کثرت سے لجنہ کلینک ربوہ سے مستفید ہوتے ہیں۔

سالانہ مریضوں کی تعداد کم سے کم ۱۱ ہزار ۲۶۱ اور زیادہ سے زیادہ ۱۵ ہزار ۱۴۹ تک رہی ہے۔ اس کلینک سے خدا کے فضل و کرم سے اکثر مریض صحت یاب ہو کر جاتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں سے تعلق رکھنے والی پیچیدہ بیماریوں سے۔

گاہے بگاہے حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ کے ساتھ کلینک ٹیم کی کلاس ہوتی ہے جس میں آپ ٹیم کو Clinical Method، معائنہ مریض کا طریقہ کار، مختلف بیماریوں کا تعارف، مرض کا تجزیہ کرنا وغیرہ پر لیکچر دیتی ہیں۔

خاص کر ٹیم کو اس بات کی ٹریننگ دیتی ہیں کہ وہ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر کام کریں۔ اور سب مریضوں کے ساتھ خندہ پیشانی، انکساری، محبت اور خوش خلقی سے پیش آئیں۔ خدا کے فضل سے تمام کارکنات حتی الوسع ان باتوں کا خیال رکھتی ہیں۔

(بشکریہ: روزنامہ الفضل ربوہ ۷؍ نومبر ۲۰۰۱)

انہماک فی اللہو کی ایک قسم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"انہماک فی اللہو کی ایک یہ بھی قسم ہے کہ انسان اُن باتوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے جن کا روحانیت کی اصلاح یا خداتعالیٰ کے قرب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ محض نئے نئے لطیفے نکالنا اس کا کام رہ جاتا ہے۔ حقیقت اور معرفت سے وہ زیادہ سے زیادہ دُور ہوتا چلا جاتا ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دفعہ ایک مولوی صاحب آئے اور کہنے لگے مولوی صاحب مَیں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ میرا کام لوگوں میں وعظ کرنا ہے اور وعظ کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک المبکیات اور ایک المضحکات کی۔ یعنی ایک اُن باتوں کی جو لوگوں کو رلانے والی ہوں اور ایک اُن باتوں کی جو ہنسانے والی ہوں۔ آپ نے چونکہ بڑی بڑی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں اس لئے آپ مجھے کوئی ایسی کتاب بتائیں جس میں کچھ رلانے والی باتیں ہوں اور کچھ ہنسانے والی باتیں ہوں تاکہ مَیں اس سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو رُلا یا ہنسا سکوں۔

غرض انسان جب گرتا ہے تو پھر ایسی ہی لغو باتوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح جب خداتعالیٰ کی کتاب پر غور کرنے کی عادت نہیں رہے گی تو عجیب و غریب قصوں کی طرف توجہ ہو جائے گی اور انہی قصوں کو خداتعالیٰ کی کتاب کی تفسیر سمجھ لیا جائے گا"۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۲۱۷)

زکوۃ کی ادائیگی کے بارہ میں
ایک ضروری یاددھانی

زکوۃ پانچ ارکانِ اسلام میں سے تیسرا رُکن ہے اور یہ ہر اُس احمدی مسلمان پر جو صاحبِ نصاب ہو فرض ہے خواہ وہ چندہ عام یا حصہ آمد ادا کرتا ہو۔ چندہ کو ہرگز زکوۃ کا متبادل نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ چندہ عام یا حصہ آمد تو آمد پر ادا ہوتا ہے خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو جبکہ صاحبِ نصاب وہ شخص ہے جس کے پاس ساڑھے باون تولے (یعنی 612.36 گرام) چاندی یا اتنی مالیت کے برابر سونا یا نقدی ہو۔

زکوۃ اس رقم پر یا بینک بیلنس پر ادا کی جاتی ہے جو ایک سال تک کسی کے پاس یا بینک میں رہے۔

سونے اور چاندی کے زیورات پر زکوۃ صرف اس شکل میں واجب ہوتی ہے جو عام طور پر استعمال میں نہ رہتے ہوں۔ جو زیور عام طور پر استعمال میں رہتے ہوں لیکن وہ زیور غرباء کو عاریۃً نہ دیئے جاتے ہوں تو اُن کی زکوۃ ادا کرنا ہی بہتر ہے لیکن سونے چاندی کے جو زیور عام طور پر استعمال میں بھی رہتے ہوں اور کبھی کبھار غرباء کو بھی ان کی ضرورت پر استعمال کے لئے دے دیئے جاتے ہوں ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔

ساڑھے باون تولے چاندی یا اتنی مالیت کے برابر سونا یا نقدی کا چالیسواں حصہ (2.5%) سال میں ایک بار بطور زکوۃ کے ادا کی جاتی ہے۔

نوٹ:۔ زیور میں اگر کوئی اور دھات ملی ہوئی ہو یا پتھر وغیرہ لگے ہوئے ہوں تو اُن کے وزن کا اندازہ لگا کر پھر سونے یا چاندی کی مقدار کے مطابق اس پر زکوۃ لگائی جائے گی۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ جو صاحب نصاب ہیں وہ اس فرض کی ادائیگی کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

بقیہ : الہام کلام اس کا از صفحہ نمبر ۴

نہیں پڑھتا، لیکن حرکت اسی طرح لکھی جاتی ہے۔ صرف وقف کی وجہ سے پڑھنے میں نہیں آتی۔اس لئے پیش ضرور ڈالیں۔لیکن نیچے نوٹ دے دیں کہ شعر میں چونکہ یہاں وقف کرنا ہے ۔ اس لئے حرکت نہیں پڑھی جائے گی۔ بلکہ باطُل کی بجائے باطل پڑھاجائے گا۔"

☆......"آپ نے مسودہ میں اُولیس کے نیچے تصحیح کرتے ہوئے الف کی زبر کے ساتھ اسے اَولیس لکھا ہے۔ یہ لفظ اُولیس ہے، الف کی پیش کے ساتھ۔ اسے اَولیس لکھنا یا پڑھنا غلط ہے۔ عربی لغت کی کتابوں لسان العرب، القاموس، المحیط اور المنجد وغیرہ میں اُولیس ہی لکھاہے۔"

☆......"مسودہ میں جاں لکھاہے۔یہ جاں نہیں بلکہ نون کے ساتھ جان ہے۔ایسی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر آپ کو گہری نظر رکھنی پڑے گی اور جہاں جہاں میں نے اعراب کو واضح کیا ہے۔وہاں آئندہ مسودہ واضح کر کے لگوائیں۔ان میں سے کوئی حرکت زیر زبر چھوٹنے نہ پائے۔ سب اعراب اس مقصد سے لگائے جانے چاہئیں کہ آجکل کے اردو پڑھنے والے بھی عربی کی طرح اعراب کے محتاج ہو چکے ہیں۔ خصوصاً پاکستان سے باہر پیدا ہونے والے تو اس کے بہت محتاج ہیں۔"

☆......"لفظ خاتم کے معنی "ختم کرنے والا" درست نہیں۔ ت کی زبر کے ساتھ اس کے معنی انگوٹھی اور مہر کے ہوتے ہیں۔اور مراد سب سے اعلیٰ، سب سے افضل۔ جس پر مقام ختم ہو جائے اور ہر قسم کے فیوض کا اجراء جس کی ذات سے وابستہ ہو جائے ۔ یہ معنی ہیں جو کھول کر بیان کرنے چاہئیں۔"(مکتوب ۱۵۔۵۔۹۳ صفحہ ۱۹)

☆....☆....☆....☆

مشکل الفاظ کے معانی (Glossary) کی تیاری

متن کے بعد دوسرا مرحلہ مشکل الفاظ کے معانی اور تلفظ کو واضح کرنا تھا۔ ابتدائی طور پر جو گلاسری (Glossary) خاکسار نے بنا کر بھیجی اس کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا تھا:

"جہاں تک حاشیہ میں الفاظ معانی دینے کا تعلق ہے یہ بہت اچھا خیال ہے اور ضرورت بھی ہے۔ لیکن ان کا انتخاب ہر قسم کے پڑھنے والوں کی ذہنی اور علمی سطح کا خیال رکھتے ہوئے کرنا چاہئے۔ بعض تو بہت ہی عام فہم الفاظ کے معنی آپ نے دئے ہوئے ہیں۔ لیکن بعض ایسے الفاظ جو روزمرہ مستعمل نہیں اور بعض اوقات اچھے بھلے پڑھے لکھے شخص کے ذہن میں بھی مستحضر نہیں ہوتے ان کے معانی نہیں دئے گئے۔ اس لحاظ سے انتخاب کو Balance بنانے کی ضرورت ہے۔اردو میں تلفظ دینے کی بجائے انگریزی میں تلفظ دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔کیونکہ اردو میں جس طرح تلفظ دئے گئے ہیں ان سے پڑھنے والوں کو الجھن پیدا ہو سکتی ہے۔ مثلاً مِنَّتْ کو مِنْ نَت، آئینہ خانے کو آئی نا خانے، مَتیٰ نصر اللّٰہ کو متا نص رُل لاہ، ٹیلہ کو ٹی لہ، نیر بُدیٰ کو نَئی یِ رے ہُدا وغیرہ وغیرہ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں بڑی محنت کی گئی ہے۔ لیکن پڑھنے والوں کو اس سے الجھن بھی ہو سکتی ہے۔اسلئے ساتھ انگریزی میں بھی تلفظ دیں اور اردو میں ساتھ یہ نوٹ دے دینا چاہئے کہ یہ لفظ ایک ہی ہے صرف پڑھتے ہوئے صوتی لحاظ سے اس کی آواز جس طرح بنی چاہئے اس کی وضاحت کے لئے اس طرح لکھا گیا ہے۔"

(مکتوب ۱۵۔۵۔۹۳ صفحہ ۱۸)

☆....☆....☆....☆

خاکسار نے ان ہدایات کے مطابق الفاظ معنی کو Balance کیا۔انگریزی تلفظ اور معانی دئے اور آپ کی خدمتِ اقدس میں روانہ کئے۔ آپ نے ایک ایک لفظ کا جائزہ لیا۔ آپ کے ساتھ ایک ٹیم کام کرتی تھی ۔جو اصلاحوں کو نوٹ کر کے کمپوز کر کے مجھے بھجوا دیتی۔الفاظ معنی کی درستی کے بعد کمپوزنگ کا مسئلہ تھا اور کمپوزنگ سے بڑھ کر پروف ریڈنگ کا جس میں آخر تک کچھ نہ کچھ خامیاں رہیں۔

جولائی ۱۹۹۵ء میں جلسہ سالانہ پر کتاب بھیجنے کے جنون نے دن رات کام پر لگائے رکھا۔ صفحے کے ڈیزائن اور سائز تک کی منظوری حضور سے لی۔طباعت کے کام میں سر دینے والے ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ قدم قدم پر کیسی کیسی دشواریاں راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہیں اور پھر کراچی کے مخصوص حالات میں ایسی جگہوں پر صبر آزما دیر لگتی رہی جو پہلے سوچا بھی نہیں تھا۔ مولا کریم کے فضل واحسان سے ۱۹ر جولائی ۱۹۹۵ء کو کتاب چھپ کر آگئی۔اور جلسہ سالانہ پر حضور ایدہ الودود کی خدمت میں ہماری صدر سلیمہ میر، قائم مقام صدر امتہ الحفیظ بھٹی صاحبہ نے پیش کی حضور نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں۔

اس کام میں محترمہ سلیمہ میر صاحبہ صدر لجنہ کی سرپرستی حاصل رہی۔ برکت ناصر صاحبہ نے کلام جمع کرنے میں مدد دی۔ محترم سلیم شاہجہانپوری صاحب نے کلام اور گلاسری (Glossary) دونوں کی نظر ثانی کی۔ محترم عبید اللہ علیم صاحب نے قیمتی مشوروں سے نوازا اور طباعت میں شیخ داؤد احمد صاحب نے محنت کی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

پیارے حضور نے آپا سلیمہ صاحبہ کے نام مکتوب میں تحریر فرمایا:

"آپ کی سرپرستی میں "کلام طاہر" پر جو کام ہوا ہے وہ بہت ہی اعلیٰ ہے۔ ماشاء اللہ بہت خوبصورت پیشکش ہے۔جن کے نام آپ نے لکھے ہیں ان سب کا شکریہ اور میری طرف سے انہیں محبت بھرا اسلام، اللہ تعالیٰ ان کے اموال نفوس اور اخلاص میں برکت دے اور اپنی رحمتوں سے نوازے۔"

خاکسار کے نام آقا نے تحریر فرمایا:۔

"کلام طاہر کی خوبصورت دیدہ زیب طباعت پر بے حد شکریہ۔ آپ نے اس پر بہت محنت کی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ آپ سب کو علمی، ادبی، تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی خدمات سرانجام دینے کی توفیق دے اور سب بچوں کی طرف سے آنکھوں کی راحت عطا فرمائے۔ سب کو بہت بہت محبت بھرا سلام"۔

روزنامہ الفضل نے تبصرہ لکھا:

"احمدیہ جماعت میں سب سے خوبصورت کتاب کاغذ، پرنٹ، جلد اور فلیپ کی خوبصورتی کو مدنظر رکھتے ہوئے چھپنے والی کتاب کا اعزاز شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کے حصہ میں آیا ہے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۹۵ء)

سب سے آخر میں حسین ترین بات کہ پیارے حضور نے کتب ملنے پر خاکسار کو کلام طاہر کا تحفہ بھیجا اور اس پر دستِ مبارک سے تحریر فرمایا۔

"عزیزہ امتہ الباری ناصر سلمھا اللہ، یہ پہلا نسخہ ہے جو کسی کو پر خلوص دعاؤں کے ساتھ بھجوا رہا ہوں ظاہر ہے آپ کا حق فائق ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرہ۔

دستخط

(۲۵۔۷۔۹۵ لنڈن)

☆......☆......☆......☆

کس زباں سے میں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا

نسیم سیفی صاحب نے الفضل ۲۲ر اگست ۱۹۹۵ء کے شمارے میں ایک دلچسپ قطعہ شائع کیا۔

سلیمہ میر و باری کو تہِ دل سے مبارک ہو
بہت شایانِ شان آیا کلامِ حضرتِ طاہر
کچھ ایسی دیدہ زیب اس کی کتابت وطباعت ہے
کہ از خود ہو گیا مفہوم اس کا ظاہر و باہر

خاکسار نے جواباً لکھا:۔

کلامِ حضرتِ طاہر کی خدمت اک سعادت ہے
اسے فضلِ خداوندی کا سارا سلسلہ کہہ دوں
یہ سب اللہ کا احسان ہے اس کی عنایت ہے
لگی ہے مجھ کو اک درویش کے دل کی دعا کہہ دوں
سلیمہ میر و باری تو ہیں اک تنظیم کا حصہ
میں سب لجنہ کراچی کی طرف سے شکریہ کہہ دوں

بقیہ:خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

دعا کی ہے۔ایک جگہ پر ﴿هٰذَا بَلَدً امِنًا﴾ کے الفاظ ہیں اور دوسری جگہ ﴿هٰذَاالْبَلَدَ امِنًا﴾۔ حضور نے فرمایا کہ جب حضرت اسماعیلؑ کو حضرت ابراہیمؑ نے بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑا تھا تو وہاں کوئی بَلَدْ (شہر) نہیں تھا۔اس لئے ﴿هٰذَا بَلَدً امِنًا﴾ فرمایا۔ آپ پھر بھی وہاں آتے رہے ہیں جب وہاں شہر بن چکا تھا تو آپ نے اس موقعہ پر ﴿هٰذَاالْبَلَدَ امِنًا﴾ کی دعا کی کہ خدایا یہ جو شہر بن چکا ہے اسے امن والا بنا۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام کے متعلق فرمایا ہے کہ ﴿مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ امِنًا﴾۔ بعض لوگ اس سے مُقام مراد لیتے ہیں یعنی خاص جگہ۔یہ درست نہیں۔اصل لفظ مَقام ہے جس کے معنی مرتبہ کے ہیں۔یعنی ابراہیمؑ کا جو مرتبہ ہے جس سے وہ خانہ کعبہ میں عبادت کیا کرتے تھے اس مرتبہ کو پکڑو اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ نے آیت قرآنی کے حوالہ سے بتایا کہ مکہ مکرمہ کو ﴿حَرَمًا امِنًا﴾ فرمایا گیا ہے۔ اور ﴿مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَاَمْنًا﴾ بھی۔ حضور نے فرمایا کہ صرف مکہ ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں سب دنیا سے لوگ آتے ہیں اور ابھی بھی وہاں ظاہری طور پر امن موجود ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کا بھی ذکر فرمایا جن میں امن کا ذکر ہے۔ایک الہام ہے "امن است در مکان محبت سرائے ما"۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اللھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم۔

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 - 8553 3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی تحریر فرمائیں۔

جماعت احمدیہ مالی قربانیوں کے میدان میں

ہفت روزہ "بدر" قادیان کے ملینیم نمبر ۲۰۰۰ء میں جماعت احمدیہ کی مالی قربانیوں کے بارہ میں مکرم خورشید احمد صاحب انور کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں آپ نے جماعت کی تاریخ کے حوالہ سے انفرادی اور اجتماعی مالی قربانیوں کو اختصار سے بیان کیا ہے۔

حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کا حضرت مسیح موعودؑ کے نام یہ خط ملاحظہ کیجئے: "......مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے، میرا نہیں آپؑ کا ہے۔ حضرت پیرومُرشد! مَیں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا"۔

ایک دفعہ حضورؑ کو ایک اشتہار کی اشاعت کیلئے ساٹھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔ حضورؑ نے حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی سے پوچھا کہ اُن کی جماعت اس رقم کا انتظام کرسکے گی؟۔ حضرت منشی صاحبؓ نے عرض کیا: انشاء اللہ ضرور کرسکے گی۔ یہ کہہ کر آپؓ کپورتھلہ پہنچے اور اپنی بیوی کا ایک زیور فروخت کرکے رقم حضورؑ کی خدمت میں پیش کردی۔ کچھ عرصہ بعد یہ واقعہ حضورؑ کی زبانی حضرت منشی اروڑہ صاحبؓ کپورتھلوی کو معلوم ہوا تو وہ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ سے سخت ناراض ہوئے اور مسلسل چھ ماہ تک اس بات پر ناراض رہے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور تم نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے چند ماہ بعد حضرت منشی اروڑہ صاحبؓ نے قادیان آکر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو تین پاؤنڈ دیئے کہ یہ اماں جانؓ کو دیدیں، اور یہ کہتے ہی دھاڑیں مار مار کر رونے لگ گئے۔ جب دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو بتانے لگے کہ مَیں غریب آدمی تھا مگر جب بھی چھٹی ملتی تو قادیان روانہ ہو جاتا۔ سفر کا بیشتر حصہ پیدل ہی طے کرتا تاکہ سلسلہ کی خدمت کے لئے چند پیسے بچ جائیں۔ جب امراء کو سلسلہ کی خدمت کے لئے روپیہ خرچ کرتے ہوئے دیکھتا تو دل میں خواہش پیدا ہوتی کہ مَیں بھی چاندی کی بجائے سونے کا کوئی تحفہ حضورؑ کی خدمت میں پیش کروں۔ آخر ہر ماہ بچت سے ایک ایک کرکے تین پاؤنڈ خرید لئے مگر جب دل کی آرزو پوری ہوئی تو حضورؑ کی وفات ہو گئی۔

حضرت منشی اروڑہ صاحبؓ تحصیلدار کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے تو اپنے گھربار اور اہل و عیال کو خیرباد کہہ کر مستقل طور پر قادیان آگئے اور ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ اگرچہ پچاس روپیہ ماہانہ پنشن ملتی تھی مگر معمولی سی رقم اپنے پاس رکھ کر باقی ساری رقم چندہ میں دیدیتے۔

حضرت چودھری رستم علی صاحبؓ ترقی پاکر انسپکٹر بن گئے اور آپؓ کی تنخواہ ۸۰ روپے سے بڑھ کر ۱۸۰ روپے ہو گئی تو آپؓ نے حضورؑ کو لکھا کہ میری تنخواہ میں اضافہ محض خدمت دین کی خاطر ہوا ہے اس لئے اُس چندہ کے علاوہ جو پہلے سے ادا کرتا آرہا ہوں، ایک سو روپے کی اضافی رقم بھی آئندہ ہر ماہ حضورؑ کی خدمت میں بھجواتا رہوں گا۔

جب منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک ہوئی تو حضرت منشی شادی خان صاحبؓ نے چارپائیوں کے علاوہ گھر کا سارا سامان فروخت کرکے تین سو روپیہ حضورؑ کی خدمت میں پیش کردیا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ منشی صاحب نے بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسا نمونہ دکھایا ہے اور سوائے اللہ کے گھر میں کچھ نہیں چھوڑا۔ یہ سُن کر حضرت منشی صاحبؓ نے گھر کی چارپائیاں بھی فروخت کردیں اور رقم حضورؑ کی خدمت میں پیش کردی۔

ایک بار جب جلسہ سالانہ کے دنوں میں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے عرض کی کہ مہمانوں کے کھانے کے لئے رقم کی ضرورت ہے تو حضورؑ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر فروخت کردیں۔ دو دن کے بعد جب میر صاحبؓ نے دوبارہ عرض کیا کہ اگلے روز پھر رقم کی ضرورت ہوگی تو حضورؑ نے فرمایا کہ جس کے مہمان ہیں وہ خود انتظام کرے گا۔ اگلے دن کی ڈاک میں سو سو پچاس پچاس روپے کے دس پندرہ منی آرڈر موصول ہوگئے تو حضورؑ نے حاضرین کے سامنے توکل کے مضمون پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جیسا ایک دنیادار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا لے لوں گا، اُس سے زیادہ یقین متوکلین کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے، خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے۔

ایک روز حضورؑ نے حضرت امّ المومنینؓ سے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ کسی سے قرض لیا جائے کیونکہ اب اخراجات کے لئے کوئی روپیہ پاس نہیں رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپؑ نماز ظہر سے واپس آئے تو مسکرا رہے تھے۔ فرمایا کہ انسان باوجود خدا تعالیٰ کے متواتر نشان دیکھنے کے بعض دفعہ بدظنی سے کام لیتا ہے۔ جب مَیں نماز کے لئے گیا تو ایک شخص جس نے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے آگے بڑھا اور ایک پوٹلی میرے ہاتھ میں دیدی۔ مَیں سمجھا کہ کچھ پیسے ہوں گے مگر اس میں سے کئی سو روپیہ نکلا ہے۔

مالی خدمات کا یہ سلسلہ تابعین اصحاب احمد میں بھی اسی طرح جاری رہا چنانچہ حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب قاعدہ یسرنا القرآن کے موجد تھے جسے بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور آپ کی آمد سینکڑوں روپیہ ماہوار تھی۔ آپ محض تیس روپے اپنے پاس رکھتے اور باقی اشاعت دین کے لئے پیش کردیتے۔ جب گرانی بہت زیادہ ہو گئی تو پھر چالیس روپے رکھنے شروع کردیا۔ ۱۹۴۰ء میں آپ نے دس ہزار روپیہ خدمت دین کے لئے پیش کیا۔

حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب آف سکندرآباد کو قبول احمدیت کے بعد ۱۹۵۲ء تک ۳۷ سال میں گیارہ لاکھ روپے سے زائد خدمت دین کے لئے پیش کرنے کی توفیق ملی۔ چنانچہ ۱۹۳۴ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "وہ اتنا وقت اور اتنا روپیہ تبلیغ احمدیت کے لئے صرف کرتے ہیں کہ کوئی اَور فرد نہیں کرسکتا"۔

اسی طرح محترم سیٹھ محمد صدیق بانی صاحب آف کلکتہ نے قربانی و ایثار کے باب میں شاندار مثالیں قائم کیں۔ مسجد اقصیٰ ربوہ کا ابتدائی تخمینہ دو لاکھ روپے تھا جو آپ نے اپنی طرف سے ادا کرنے کی مخلصانہ پیشکش کی جو قبول کرلی گئی۔ تعمیر کا کام مکمل ہونے تک یہ اخراجات پندرہ لاکھ روپے تک پہنچ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے چاہا کہ جماعت کے دوسرے مخیّر احباب کو بھی اس سعادت میں شامل کرلیا جائے لیکن جب محترم سیٹھ صاحب کو حضورؒ کے اس ارادہ کا علم ہوا تو کمال عاجزی کے ساتھ دوبارہ عرض کی کہ خادم نے مسجد کی تعمیر کے تمام اخراجات ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کی تھی۔ چنانچہ آپ نے سارا خرچ پوری بشاشت اور اِنشراح صدر کے ساتھ ادا کیا۔

قربانی وایثار کے باب میں مردوں کے دوش بدوش احمدی مستورات نے بھی کئی اہم سنگ میل نصب کئے ہیں۔ مسجد فضل لندن، مسجد مبارک ہیگ (ہالینڈ) اور مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن (ڈنمارک) کی تعمیر کے تمام تر اخراجات خواتین نے ہی برداشت کئے ہیں۔ جبکہ نائیجیریا میں چار مساجد احمدی مستورات کے چندوں سے تعمیر کی گئی ہیں۔ نیز بشمول جرمن، دو زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت بھی خواتین کے چندہ سے کی گئی ہے۔

جب حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد فضل لندن کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی تو کئی خواتین نے اپنا تمام تر زیور بلاجھجک حضورؓ کے قدموں میں نچھاور کردیا۔ ایک مخلص خاتون محترمہ کریم بی بی صاحبہ زوجہ محترم منشی امام الدین صاحب پٹواری نے اپنی والدہ کی نشانی کے طور پر صرف ایک زیور اپنے پاس رکھ کر باقی سارا زیور پیش کردیا جو ترازو میں سیروں کے حساب سے تولا گیا۔

......❁......❁......❁

ٹیسٹ کرکٹ کا آغاز

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۰ر ستمبر ۲۰۰۱ء میں مکرم بابر شبیر صاحب نے اپنے مضمون میں ٹیسٹ کرکٹ کے آغاز کی تاریخ بیان کی ہے۔

ملبورن (آسٹریلیا) کے اشیائے خور و نوش تیار کرنے والے ایک ادارہ نے ۱۸۶۱ء میں انگلینڈ کی ایک مقامی ٹیم کو آسٹریلیا مدعو کیا۔ اسی ادارہ کی سرپرستی میں ۱۸۶۳ء میں انگلینڈ کی ایک اَور ٹیم نے آسٹریلیا کا دورہ کیا۔ ۱۸۶۸ء میں آسٹریلیا کی ایک ٹیم نے انگلینڈ کا دورہ کیا۔

۱۵ر مارچ ۱۸۷۷ء کو ملبورن کے کرکٹ گراؤنڈ میں انگلینڈ اور آسٹریلیا کے درمیان پہلا ٹیسٹ میچ کھیلا گیا۔ اگرچہ اُس وقت کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ میچ پہلے ٹیسٹ میچ کے طور پر تاریخ کا حصہ بن جائے گا۔ ۱۸۹۴ء کے بعد جب ٹیسٹ کی اصطلاح استعمال ہونے لگی تو اُس وقت ۱۸۷۷ء میں کھیلا جانے والا میچ پہلا ٹیسٹ قرار دیا گیا۔ انگلستان میں پہلا ٹیسٹ ۱۸۸۰ء میں اوول میں کھیلا گیا۔ ۱۸۸۲ء میں آسٹریلیا نے دوبارہ انگلینڈ کا دورہ کیا اور انگلینڈ کی سرزمین پر پہلی بار کامیابی حاصل کی تو برطانوی اخبارات نے اپنی کرکٹ ٹیم کے بارہ میں بہت سخت الفاظ استعمال کئے۔ ایک اخبار نے انگلش کرکٹ کا ایک تعزیت نامہ بھی تحریر کردیا۔

۱۸۸۳ء میں جب انگلینڈ کی کرکٹ ٹیم آسٹریلیا پہنچی تو ان کے کپتان ووبلائی نے وہاں کے اخبار نویسوں کو بتایا کہ ہم یہاں اُس راکھ کے حصول کے لئے آئے ہیں جو گزشتہ سال آسٹریلوی کھلاڑی اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ اس سال پہلا ٹیسٹ آسٹریلیا نے جیت لیا جبکہ دوسرا اور تیسرا انگلینڈ نے جیتے۔ تیسرے ٹیسٹ میں استعمال ہونے والی بیلز کو کرکٹ کی دلدادہ دو خواتین نے حاصل کرلیا اور پھر انہیں جلا کر اُن کی راکھ پانچ انچ لمبے ایک خاکدان میں محفوظ کرلی جسے ایک مخملی غلاف میں لپیٹ کر انگلینڈ کے کپتان ووبلائی کو پیش کیا۔ ووبلائی جنہوں نے بعد میں لارڈ ڈرانلے کے نام سے شہرت پائی، راکھ پیش کرنے والی خاتون فلارلس سے شادی کرلی اور وہ راکھ ساری زندگی اپنے پاس محفوظ رکھی۔ ۱۹۲۷ء میں اُن کی وفات کے بعد یہ راکھ ICC کے دفتر لارڈ میں دیگر یادگاروں کے ساتھ رکھ دی گئی اور یہ آج بھی وہاں موجود ہے۔ اس ٹرافی کی یاد میں دونوں ممالک کے درمیان ٹیسٹ سیریز کو "ایشز" کہا جاتا ہے مگر یہ ٹرافی کسی ٹیم کو نہیں دی جاتی اور صرف یہ تصور کرلیا جاتا ہے کہ "ایشز" اب فلاں ملک کے پاس ہے۔

ٹیسٹ کرکٹ میں داخل ہونے والا تیسرا ملک جنوبی افریقہ تھا۔ ۸۹-۱۸۸۸ء میں انگلینڈ کی ٹیم نے وہاں کا دورہ کیا اور دو ٹیسٹ کھیلے۔ جنوبی افریقہ کی تجویز پر ہی ۱۵ر جنوری ۱۹۰۹ء کو کرکٹ کی بین الاقوامی تنظیم ICC (امپیریل کرکٹ کانفرنس) کا قیام عمل میں آیا جو ۱۵ر جولائی ۱۹۶۵ء کو انٹرنیشنل کرکٹ کونسل بنادی گئی۔ اس وقت جو ممالک اسکے مستقل رکن ہیں ان میں انگلینڈ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، پاکستان، ویسٹ انڈیز، نیوزی لینڈ، بھارت، سری لنکا، زمبابوے اور بنگلہ دیش شامل ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
14/01/2002 – 20/01/2002

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.
For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 14th January 2002

00.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
00.40	Children's Class: No.163, First Part Rec: 01.04.00
01.15	Children's Workshop: Prog. No.5
01.55	MTA USA: Around the Globe. Egypt: Land of Pharaohs & Fables
02.55	Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme Organised by Jamaat Ahmadiyyat Rabwah
03.35	Rencontre avec les Francophones Rec.07.01.02
04.35	Learning Chinese: Lesson No.244 Hosted by Usman Chou Sahib
05.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.445 Rec.03.02.00
06.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00	Moshaira: Mehfil – e- Naat / Part 1
08.00	Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme ®
08.40	Safar Hum Nay Kiya: A visit to Tundiyani Commentary by Saleem ud Din Qamar Sahib
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.445 ®
09.55	Indonesian Service: Friday Sermon
10.55	Children's Class: Lesson No. 163, First Part ®
11.30	Learning Chinese: Lesson No.244 ®
12.00	Tilawat, News
12.30	Bengali Shomprochar: Various Items
13.30	Rencontre Avec Les Francophones: ®
14.30	Dars-e-Malfoozaat ®
14.40	Safar Hum Nay Kiya ®
14.55	MTA USA: Around the Globe ®
15.55	Children's Class: No.163, Part 1 ®
16.30	Learning Chinese: Lesson No.244 ®
16.55	German service: Various items
18.05	Tilawat
18.15	Rencontre Avec Les Francophones ®
19.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.445 ®
20.15	Moshaira: Mehfil-e-Naat ®
21.15	Majlis-e-Irfan with Urdu speaking Friends Rec:31.03.00
22.15	Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme ®
22.55	MTA USA: Around the Globe ®

Tuesday 15th January 2002

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.00	Children's Corner: Yassarnal Quran Lesson No.28
01.20	Children's Class: with Huzoor Class No. 163, Part 2, Rec: 01.04.00
01.55	Tarjumatul Quran Class: By Huzoor Lesson No.231 Rec: 24/02/98
03.00	Medical Matters: With Lajna members Topic: How to treat Burns
03.30	Bengali Mulaaqaat: With Huzoor Rec: 08/01/02
04.25	Learning Languages: Le Francais C'est Facile Lesson No.27
04.55	Urdu Class: Lesson No.333 Rec: 10.12.97
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00	Pushto Programme: F/S - Rec: 11.02.00 Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV With Pushto Translation
08.05	Medical Matters: How to treat Burns ® Produced by MTA Pakistan
08.25	Speech: By Muzhar Iqbal Sahib 'Achievements of Hadhrat Musleh Maud (ra)'
08.55	Urdu Class: Lesson No.333 ®
10.00	Indonesian Service: Various Programmes
11.00	Children's Corner: Yassarnal Quran Class ®
11.20	Le Francais C'est Facile: Lesson No.28 ®
12.05	Tilawat, News
12.35	Bengali Shomprochar: Various Items
13.35	Bengali Mulaaqaat: With Huzoor ®
14.30	Speech: By Mazhar Iqbal Sahib ®
15.00	Tarjumatul Qur'an Class: Lesson No.231 ®
16.05	Children's Class: No.163, Part 2 ®
16.30	Children's Corner: Yassarnal Quran Class ®
16.55	German service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: Lesson No. 28 ®
19.00	Urdu Class: Lesson No.333 ®
20.00	MTA Norway: A talk by Noor Ahmad Truls Bolstad Sahib.
20.30	Bengali Mulaaqaat: With Huzoor ®
21.25	Medical Matters: How to treat burns ®
21.45	MTA Travel: A visit to a chocolate exhibition
22.05	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.231 ®
23.25	Le Francais C'est Facile: Lesson No.28 ®

Wednesday 16th January 2002

00.05	Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
01.00	Children's Class: Hikaayaat-e-Shireen
01.15	Children's Corner: Waqifeen-e-Nau Items
01.40	MTA Lifestyle: Al - Maidah How to prepare Orange Jam
02.00	Tarjamatul-Qur'an Class: No. 232 Rec: 25/02/98
03.05	MTA Lifestyle: Perahan Topic: Dry Flower Arranging
03.30	Atfal Mulaaqaat: Rec: 12/01/00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
04.25	Learning Languages: Urdu Asbaaq No.67 Presented by Ch. Hadi Ali Sahib
04.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.446 Rec:10.02.00
06.05	Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
07.00	Swahili Muzakarah: Seerat un Nabi (saw)
07.50	MTA Spotlight: Interview With Ameer Khushab Jahangeer Joya Sb
08.15	MTA Lifestyle: Perahan ®
08.30	MTA Lifestyle: Al Maidah ®
09.00	Liqaa Ma'al Arab: Session No.446 ®
10.00	Indonesian Service: Various Items
11.00	Children's Corner: Waaqifeen-e-Nau ®
11.30	Learning Languages: Urdu Asbaaq No.67 ®
12.05	Tilawat, News
12.30	Bengali Shomprochar: Various Items
13.30	Atfal Mulaaqaat: Rec.12.01.00 ®
14.25	A Page from the History of Ahmadiyyat ®
14.40	MTA Lifestyle: Al Maidah ®
15.00	Tarjumatul Qur'an Class: Lesson No.232 ®
16.05	Children's Corner: Waqfeen e Nau Items ®
16.35	Learning Languages: Urdu Asbaaq No.67 ®
17.05	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: Mulaqaat with Huzoor Rec.28.02.00
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 446 ®
20.30	Atfal Mulaaqaat: With Huzoor ®
21.25	MTA Spotlight: Interview ®
21.50	Tarjumatul Qur'an Class: Lesson No.232 ®
22.55	MTA Lifestyle: Perahan ®
23.10	MTA Lifestyle: Al Ma'idah ®
23.30	Learning Languages: Urdu Asbaaq No.67 ®

Thursday 17th January 2002

00.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
00.55	Children's Class: Guldastah No.9
01.30	Children's Corner: Ba'it Bazi Faisalabad vs Karachi
01.50	Homeopathy Class: Lesson No.57 Rec: 02.01.95
02.55	An introduction to the book 'Nooruddin'
03.25	Q/A Session: With Huzoor & German guests Rec: 28.12.97
04.25	Learning Chinese: Lesson No.26 Hosted by Usman Chou Sb.
05.00	Urdu Class: Lesson No.334 Rec: 12.12.97
06.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
06.55	Sindhi Muzakarah: Our Beliefs
08.00	An Introduction to the book 'Nooruddin' ®
08.30	Documentary: Safar Ham Nay Kiya A visit to Masrooj, Pakistan
08.55	Urdu Class: Lesson No.334 ®
09.55	Indonesian Service: Various Items
10.50	Children's Corner: Guldastah No.9 ®
11.25	Learning Chinese: Lesson No.26 ®
12.05	Tilawat, News
12.30	Bengali Shromprochar: F/S Rec: 01.03.96 Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
13.35	Q/A Session : Rec:28.12.97 in Germany ®
14.35	Dars Malfoozaat ®
14.50	Homeopathy Class: Lesson No.57 ®
15.55	Children's Corner: Guldastah No.9 ®
16.30	Learning Chinese: Lesson No.26 ®
17.05	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	French Programme: Various Items
19.10	Urdu Class: Lesson No. 334 ®
20.20	Q/A Session: Rec:28.12.97 in Germany ®
21.20	Sang-e-Meel: Topic- Invention of Railways Hosted by Fareed Ahmad Naveed Sahib
21.50	Homeopathy Class: Lesson No.57 ®
22.55	An Introduction of the book 'Nooruddin' ®
23.25	Learning Chinese: Lesson No.26 ®

Friday 18th January 2002

00.05	Tilawat, MTA News, Dars ul Hadith
00.40	Children's Corner: Class No. 2 Production of MTA Canada.
01.40	Majlis-e-Irfan: With Urdu Speaking Friends Rec: 07/04/00
02.35	MTA Sports: Badminton Single Final 2000
03.00	Documentary: Exhibition of Seasonal Flowers
03.35	MTA Spotlight: By Abdul Sami Khan Sb. Spiritual power of the Promised Messiah(as)
04.20	Lajna Magazine: Prog. No. 29
04.50	Urdu Class: Lesson No. 337 Rec:19/12/97
06.05	Tilawat, News, Dars e Hadith
06.40	Saraiky Muzaakra: Seerat Hadhrat Masih Maud (AS): Programme No.4
07.40	MTA Sports: Badminton Finals ®
08.05	Interview: Atrocities in the name of Religion
08.55	Urdu Class: Lesson No.337 ®
10.05	Indonesian Service: Various Items
10.35	Bengali Shomprochar: Various Items
11.10	Lajna Magazine: Programme No.29 ®
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, MTA News
13.00	Friday Sermon Live
14.00	Documentary: A Flower Exhibition ®
14.35	Majlis-e-Irfaan: With Huzoor ®
15.30	Friday Sermon ®
16.30	Children's Corner: Class from MTA Canada®
17.00	German Service
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: Various items in French
19.15	Urdu Class: Lesson No. 337 ®
20.35	Friday Sermon: By Huzoor ®
21.35	Documentary: A Flower Exhibition ®
22.10	Majlis-e-Irfan: With Urdu Speaking Friends ®
23.05	Lajna Magazine: Prog. No. 29 ®
23.35	MTA Sports: Badminton Finals ®

Saturday 19th January 2002

00.05	Tilawat, MTA News, Darsul Hadith
00.50	Children's Corner: Waaqifeen-e-Nau Items
01.20	Kehkashan Programme: Hosted by Ameer Anjum Parveez Sb
01.40	Friday Sermon ®
02.40	Q/A Held in Holland /Rec.02.05.97 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
04.25	Computers for Everyone: Part 137 Presented by Mansoor A. Nasir Sb
04.55	German Mulaaqaat: Rec: 09.01.02 With Huzoor.
06.05	Tilawat, News, Darsul Hadith
07.00	MTA Mauritius: Children's Class.
08.00	Tabarrukaat: By Maulana Abdul M. Khan Topic: The Remembrance of Allah J/S Rabwah 1969
08.50	Liqaa Ma'al Arab: With Huzoor ® Rec:17.02.00
10.00	Indonesian Service: Various Items
11.00	Children's Corner: Waaqifeen-e-Nau ®
11.30	Kehkashaan ®
12.05	Tilawat, MTA News
12.30	Bengali Shomprochar: Various Items
13.30	German Mulaqaat: Rec: 09.01.02 ®
14.30	Q/A Session: Rec.02.05.97 ®
16.10	Children's Class: By Huzoor Rec: 19.01.02
17.10	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	French Programme: Class des enfants ®
18.35	Liqaa Ma'al Arab: Rec.17.02.00 ®
19.50	Arabic Programme: Extracts from Tafseer-ul-Kabir. No.49
20.20	German Mulaqaat: Rec: 09.01.02 ®
21.20	Q/A Session: With Huzoor ®
22.50	Children's Class: By Huzoor ®

Sunday 20th January 2002

00.05	Tilawat, News, Seerat-un-Nabi (saw)
01.00	Children's Corner: Kudak No. 33
01.20	Dars-ul-Quran: Lesson No.21 Rec: 26.02.95.
03.00	Hamari Kaenat: By Sayed Tahir Ahmad Sb Topic: The importance of plants
03.25	Mulaaqaat: With Young Lajna & Nasirat. Rec: 13.01.02.
04.25	Learning French: Lesson No.23
04.55	Urdu Class :With Huzoor
06.05	Tilawat, News, Seerat un Nabi (saw)
07.00	Dars-ul-Quran: Lesson No.21 (1995) ®
08.40	Chinese Programme: 'Islam Among Religions' – Pt 25 Presented by Usman Chou Sahib
09.05	Urdu Class: With Huzoor ®
10.10	Indonesian Programme: Various Items
11.05	Children's Class by Huzoor – Rec: 19.01.02 ®
12.05	Tilawat, News
12.40	Bangla Shomprochar: Various Items
13.40	Mulaaqaat: Young Lajna & Nasirat ®
14.40	Hamari Kaenat: ®
15.05	Friday Sermon by Huzoor ®
16.05	Children's Corner: Kudak No. 33 ®
16.25	Le Francais C'est Facile Lesson No.22 ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	Medical Programme: Care for your heart
19.00	Urdu Class: With Huzoor ®
20.10	Mulaaqaat: Young Lajna & Nasirat ®
21.10	Hamari Kaenat: ®
21.35	Dars-ul-Quran: Lesson No.21 ®
23.15	Safar Ham Nay Kiya: 'A visit to a trout Fish Farm'
23.30	Le Francais C'est Facile: Lesson No.23 ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 9 Friday, January 11, 2002 Issue No. 2

خوشخبری

عمدہ کتابت اور خوبصورت و دیدہ زیب طباعت کے ساتھ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے منظوم کلام کے مجموعہ

"کلام طاہر"

کا جدید ایڈیشن خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ جو جلد ہی یوکے، جرمنی، کینیڈا اور امریکہ کے جماعتی بکسٹال پر دستیاب ہوگا۔

جن جماعتوں نے ابھی تک اپنے آرڈرز نہیں بھجوائے وہ وکالت اشاعت لندن کو جلد اپنے آرڈر سے مطلع کریں تاکہ انہیں مطلوبہ تعداد میں کتب بھجوادی جائیں۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

غانا (مغربی افریقہ) میں پیلگا (Kperiga) کے مقام پر احمدیہ مسجد کا شاندار افتتاح

(رپورٹ: فہیم احمد خادم۔ مُبلغ سلسلہ غانا (مغربی افریقہ))

مورخہ ۶ر جولائی ۲۰۰۱ء کو پیلگا (Kperiga) کے مقام پر ایک خوبصورت مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ مکرم و محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا نے اسکا افتتاح فرمایا۔ تقریب میں علاقہ کے معزز اور چیف صاحبان نے شرکت کی۔ معزز مہمانوں میں علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف Alhaji Mumuni Bawumia بھی شامل تھے۔ آپ علاقہ کی بے حد

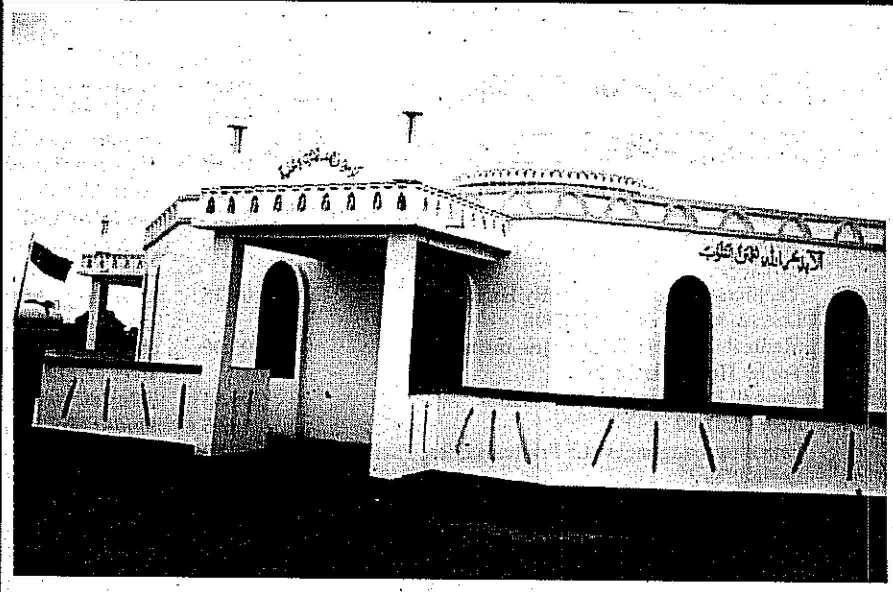

پیلگا (Kperiga) میں نو تعمیر شدہ مسجد احمدیہ کا ایک خوبصورت منظر

معزز شخصیت ہیں۔ آپ ممبر آف پارلیمنٹ رہے، ریجن کے منسٹر رہے اور کونسل آف اسٹیٹ کے چیئرمین بھی رہے۔

افتتاح کے موقع پر محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب نے قبولیت دعا کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ہم تو عاجز بندے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے اپنے عاجز بندوں کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ محترم پیراماؤنٹ چیف صاحب نے بھی اس موقع پر اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان فرمایا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی قبولیت دعا کا نشان ہے۔ یہ واقعہ سننے کے لائق ہے۔ محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج کے الفاظ میں واقعہ سنئے! آپ فرماتے ہیں:

"میرا ان سے بہت پرانا تعلق تھا۔ جب میں ناردن ریجن میں بطور مبلغ کے کام کرتا تھا۔ اسوقت سے میرے ان کے ساتھ خاصے مراسم تھے۔ آپ خلیج میں جنگ کے دوران سعودی عرب میں غانا کے سفیر تھے۔ سعودی عرب اور عراق میں جنگ جاری تھی۔ ہر طرف بموں کی بھرمار تھی عراق کی طرف سے داغا جانے والا ایک میزائل ان کے علاقہ میں گرا۔ اگرچہ ان کا گھر تو بچ گیا لیکن علاقہ میں تباہی پھیل گئی۔ اس پر حکومت غانا نے انہیں بلایا اور کہا سعودی عرب میں آپ کی جان کو خطرہ ہے واپس آجائیں۔ آپ نے کہا اس وقت سعودی عرب مشکل میں ہے۔ اگر ہم ایسی حالت میں ملک چھوڑ دیں تو مناسب نہ ہوگا۔ ایسا کرنے سے ممکن ہے سعودی عرب کی حکومت ہمیں اپنا سفارت خانہ آئندہ جاری رکھنے کی اجازت نہ دے۔ حکومت نے کہا اگر آپ قربانی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

آپ میرے پاس مشن ہاؤس تشریف لائے اور کہنے لگے میں واپس سعودی عرب جانا بھی چاہتا ہوں لیکن خوف بھی محسوس کرتا ہوں۔ اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ میں نے کہا اس مسئلہ کا اصل حل دعا ہے آپ لندن جائیں امام جماعت احمدیہ سے ملیں اور انہیں دعا کی درخواست کریں۔ میری تجویز پر آپ سیدھے لندن تشریف لے گئے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرکے انکی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ خدا کے فضل سے اس دعا کی قبولیت کے آثار فوری طور پر ظاہر ہوئے۔ آپ لندن سے سعودی عرب جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ ابھی آپ کا جہاز سعودی عرب کے ایئرپورٹ پر اترا نہیں تھا کہ جنگ بندی کا اعلان ہو گیا۔

Alhaji Mumuni Bawumia نے یہ سارا واقعہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ حاضرین کو بتایا اور واضح طور پر کہا: "احمدیت سچی ہے میں ہر اس شخص کی حوصلہ افزائی کروں گا جو احمدیت کی طرف میلان رکھتا ہے۔"

یہ مسجد "بورکینا فاسو" جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ آنے جانے والے مسلمان مسافر اس میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اسکی تعمیر میں بہت سے احباب نے حصہ لیا۔ لیکن ان میں نمایاں نام Mr. Dr. Ahmad yusuf Edusei کا ہے۔ مکرم و محترم علیم محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے مسجد پر کلمہ طیبہ اور دیگر آیاتِ قرآنیہ تحریر کیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب افراد کو جزائے خیر سے نوازے جنہوں نے کسی بھی رنگ میں اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اور یہ مسجد ہمیشہ خدا کے مخلص عبادت گزار بندوں سے آباد رہے۔ آمین۔

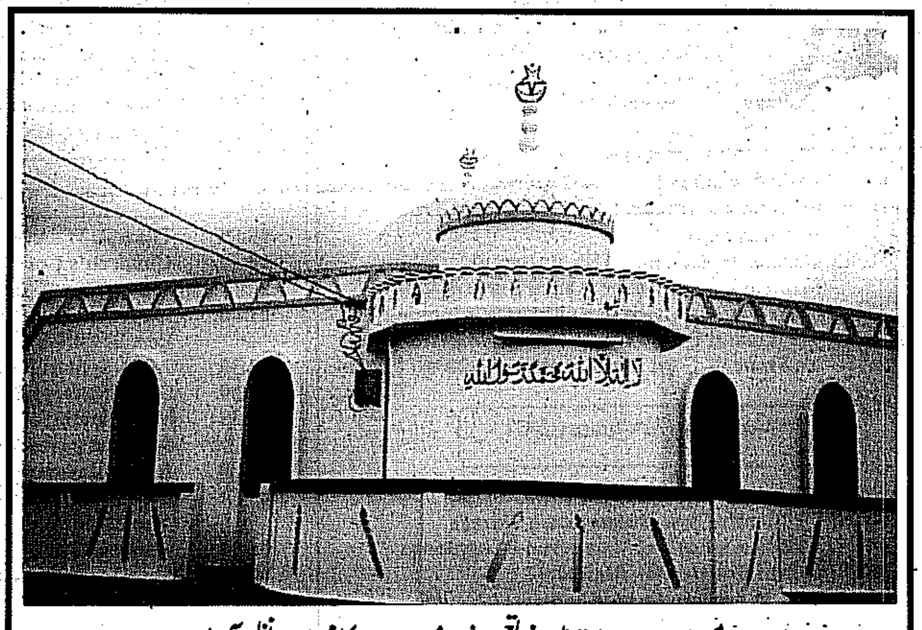

پیلگا (Kperiga) میں نو تعمیر شدہ مسجد احمدیہ کا محراب نظر آرہا ہے

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔